

مذکورہ ریختہ گویاں

مؤلفہ

سیک فتنح علی حسینی گودایزی

مترجمہ

مؤنوی عبداللہی صاحب بی۔ اے (علیگ)

معتد اعزازی انجمن ترقی اُردو

—————) (—————

مطبوعہ مطبع انجمن ترقی اُردو

اورنگ آباد (دکن)

ردیف	عنوان	صفحه	توضیحات
۲۹	تذکره		مجلس شورای ملی
۳۰	داستان	۱۷۱	در بیان احوال و حال
	تذکره	۱	تذکره شریف
۳۱	تذکره	۶	تذکره اعیان
۳۲	تذکره	۱	تذکره
۳۳	تذکره	۶	تذکره
۳۴	تذکره	۱۷	تذکره
۳۵	تذکره	۱۷	تذکره
۳۶	تذکره	۱	تذکره
۳۷	تذکره	۱۸	تذکره
۳۸	تذکره	۱۹	تذکره
۳۹	تذکره	۲۰	تذکره
۴۰	تذکره	۲۱	تذکره
۴۱	تذکره	۲۲	تذکره
۴۲	تذکره	۲۳	تذکره
۴۳	تذکره	۲۴	تذکره
۴۴	تذکره	۲۵	تذکره
۴۵	تذکره	۲۶	تذکره
۴۶	تذکره	۲۷	تذکره
۴۷	تذکره	۲۸	تذکره
۴۸	تذکره	۲۹	تذکره
۴۹	تذکره	۳۰	تذکره
۵۰	تذکره	۳۱	تذکره
۵۱	تذکره	۳۲	تذکره
۵۲	تذکره	۳۳	تذکره
۵۳	تذکره	۳۴	تذکره
۵۴	تذکره	۳۵	تذکره
۵۵	تذکره	۳۶	تذکره
۵۶	تذکره	۳۷	تذکره
۵۷	تذکره	۳۸	تذکره
۵۸	تذکره	۳۹	تذکره
۵۹	تذکره	۴۰	تذکره
۶۰	تذکره	۴۱	تذکره
۶۱	تذکره	۴۲	تذکره
۶۲	تذکره	۴۳	تذکره
۶۳	تذکره	۴۴	تذکره
۶۴	تذکره	۴۵	تذکره
۶۵	تذکره	۴۶	تذکره
۶۶	تذکره	۴۷	تذکره
۶۷	تذکره	۴۸	تذکره
۶۸	تذکره	۴۹	تذکره
۶۹	تذکره	۵۰	تذکره
۷۰	تذکره	۵۱	تذکره
۷۱	تذکره	۵۲	تذکره
۷۲	تذکره	۵۳	تذکره
۷۳	تذکره	۵۴	تذکره
۷۴	تذکره	۵۵	تذکره
۷۵	تذکره	۵۶	تذکره
۷۶	تذکره	۵۷	تذکره
۷۷	تذکره	۵۸	تذکره
۷۸	تذکره	۵۹	تذکره
۷۹	تذکره	۶۰	تذکره
۸۰	تذکره	۶۱	تذکره
۸۱	تذکره	۶۲	تذکره
۸۲	تذکره	۶۳	تذکره
۸۳	تذکره	۶۴	تذکره
۸۴	تذکره	۶۵	تذکره
۸۵	تذکره	۶۶	تذکره
۸۶	تذکره	۶۷	تذکره
۸۷	تذکره	۶۸	تذکره
۸۸	تذکره	۶۹	تذکره
۸۹	تذکره	۷۰	تذکره
۹۰	تذکره	۷۱	تذکره
۹۱	تذکره	۷۲	تذکره
۹۲	تذکره	۷۳	تذکره
۹۳	تذکره	۷۴	تذکره
۹۴	تذکره	۷۵	تذکره
۹۵	تذکره	۷۶	تذکره
۹۶	تذکره	۷۷	تذکره
۹۷	تذکره	۷۸	تذکره
۹۸	تذکره	۷۹	تذکره
۹۹	تذکره	۸۰	تذکره
۱۰۰	تذکره	۸۱	تذکره

میرزا محمد علی خان

میرزا محمد علی خان

میرزا محمد علی خان

میرزا محمد علی خان

میرزا محمد علی خان

مصروف	مصروف	مصروف	مصروف
۱۳۷	مدراں	۱۲۲	ندا
"	میر (مکتبہ اقصی)	۱۲۳	ق
۱۳۸	میر (مکتبہ میر)	"	قائم
"	محسن	۱۲۶	قدرب
۱۴۰	موزوں (محم علی)	"	قدر
۱۴۱	حرف ن	"	قاسم
"	نالحی	۱۲۷	قادر
۱۴۳	نثار	"	حرف ک و گ
۱۴۴	حرف و	"	کلیم
"	ولی	۱۲۹	کیترون
۱۴۵	حرف ز	"	کادر
"	هدایت	۱۳۰	گہاسی
۱۴۶	حرف ی	"	حرف ل
"	یقین	۱۳۰	لسان
۱۴۳	یکونگ	۱۳۱	حرف م
۱۴۶	یکور	"	مظہر
۱۴۷	محتاجہ	۱۳۲	مصروف
۱۴۸	تربہ	۱۳۶	مرمل
		۱۳۷	موزوں (خواجہ علی)

صفحه	مضمون	صفحه	مضمون
۱۰۱	صالح	۵۲	حرف ح
"	صاعد	"	هاکسار
"	صعاب	۵۳	حرف د
۱۰۲	حرف س	"	درد (سواحه میز)
"	صدا	۶۰	دارد
"	حرف ط	"	درد (کرم البه)
"	طالع	۶۱	دردمد
۱۰۳	حرف ط	۶۲	دانا
"	ظاهر	۶۳	حرف ذ
۱۰۴	ظهور	"	دقیق
۱۰۵	حرف غ	۶۴	حرف ر
"	عاصمی	"	رسوا
"	عارف	۶۵	حرف ز
۱۰۶	عاشق	"	دکمی
"	عزیز	۶۷	حرف س
۱۰۷	عمده	"	سودا
۱۰۸	عزیز	۸۲	سعدی
۱۰۹	عمر	"	سعاد
۱۱۰	عاصمی	۹۳	سلام
۱۱۱	عاشق	"	سعاد
۱۱۲	عاجز	۹۵	سراج
۱۲۱	حرف ع	۹۸	سامان
"	عزیز	۹۹	حرف ش
"	حرف ب	"	شوق
"	عاجز	۱۰۰	شامل
۱۲۲	عاصمی	۱۰۱	حرف س

مقتل

یہ مذکورہ سید فتح علی حسینی الرضوی الکریموی کی تالیف ہے۔ سید فتح علی سالانہ گزشتہ مہینے سے "ان کے والد سید عوض حاکم محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں لکھنؤ بادشاہی کے محکمہ میں اور امیرانہ سر کرتے تھے۔ محمد شاہ کے انتقال کے بعد ان کے فرزند اور حاکم احمد شاہ بادشاہ کے زمانے میں کچھ عرصے کے لیے دہلی دار صوبہ دار لاہور کی خدمت پر سر افرار ہو گئے تھے۔ احمد شاہ ابدالی نے حب دلی پر حملہ کیا تو سید صاحب مردانہ وار لڑے لڑتے شہید ہو گئے۔ ان کے بڑے فرزند سید فتح علی حسینی اب دہلی کے مساجد اور صوبہ میں سہار کیے جاتے تھے اور حو سترہ ان کا تعزیر کیا ہوا مکان ملا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے وہ محترم مہر جہاں (خلیفہ محترم شاہ عالم محدثی خلیفہ میر سید محمد کبیر خلیفہ شیعہ محکمہ الہ آبادی) سے دیے تھے اور ان کے حلقہ میں سے تھے۔

توکل ہے اس کا وہ چست و درست کہ اور سوہ دل جو ہو مہر بسست
 وہ یک سال دل سالہاے درار تلے اپنی حاسے کہ وہ سرور ار
 عرص اس طرح وہ ان کی مدح میں ہرادر لکھتا
 چلا گیا ہے - علاوہ اس کے قاسم نے اولیا اور صوفیا کے
 کئی سلسلوں کے بزرگوں کے نام نظم کیے ہیں جو اس
 کے کلیات میں پائے جاتے ہیں - ان سلسلوں میں کئی
 حکمہ فتح علی کا نام آیا ہے - مثلاً سلسلۃ علیہ حضرات
 قادریہ کے سلسلے میں لکھتے ہیں —

حالیا بچھے دھا سرمی کلم سعلہ ار داغ دلے بر می کلم
 یا الہی تو بآں عالی سب آنکہ سد فتح علی خانس لقب
 انہوں حضرات کے سلسلے میں ایک دوسری حکمہ
 یوں ذکر کیا ہے —

منا جاتے از سلسلہ سرمی کلم رسور دروں سعلہ بر می کلم
 الہی وہ سیکے حسینی لقب دل آگاہ و فتح علی خان لقب
 سجدۃ طہیۃ حضرات چستوہ نظامیہ صدریہ کے ذیل
 میں اس طرح بیان کیا ہے —

وہ دست آور این رنگیں مسانہ منا جاتے کلم سر عاسقا وہ
 حاداردا بآں فتح علی خان حسینی انتساب و قبیلۃ جان
 حضرات صدریہ و نظامیہ کے سلسلے پھر ایک جگہ

لکھتے ہیں —

اس امر کا ثبوت کہ ان کا شمار اپنے وقت کے دروگاہوں اور شیوخ میں تھا ، میر قدرت اللہ قاسم (صاحب تذکرہ و دیوان) کے کلام سے یہی ملتا ہے ۔ وہ انہیں اپنا پدر و سرشد کہتا ہے اور اپنے کلام میں جگہ جگہ ان کی مدح و ثناء کرتا ہے ۔ چنانچہ اپنی مثنوی کرامات پیراں پیر * میں یہ اشعار ان کی نسبت لکھے ہیں —

گیا حب کہاں سے وہ ناصح کریم † ہوا اور درس آتھوں یہ یتیم
پس از حلت والد خوش یقین ۷۷ سہ سال اے مرد نیک دیں (۹)
ہدایت سے ایک سید پاک کی گریں بھلائے داغ لولاک کی
کہ ہے میر فتح ملی حان لقب حسینی تخلص حسینی نسب
حسب اور نسب اس کی ہے آفتاب ہے مستغنی الذکر درج کتاب
بہایت ہی عالمی نسب وہ بزرگ بغایت ہے والا حسب وہ بزرگ
وہ ہے آج شیخ الشیوخ رہاں عریق شریعت کراں نا کراں
وہ توحید کا بکھر احضر ہے آج وہ اس علم میں شیخ اکبر ہے آج
وہ ہے ہادی دھرواں خدا داہل دروگان صاحب صدا
وہ ہے آج میاں سب مردم تراش بقیر اس سے لازم ہے سیکوہوں معاش
کہ ہے آج وہ پیر روشن صہیر امیر و فقہور و فقیر و امیر

۷۷ کتاب حاتم ثواب صدر یار حبیب بہادر مولانا حبیب الرحمن حان صاحب

نردانی (حبیب گنج)

† اپنے والد سے مراد ہے

کونبندی میں نہایت "

سید صاحب کے ایک مزید شاہ محمد اسحق حسینی
 نے سنہ ۱۲۰۳ھ میں اپنے مدرسہ کے بعض مکتوبات و
 کلمات کو انہوں نے بعض درویشوں اور طالبوں کے قلم تحریر
 فرمائے تھے اور انہیں صاحب کے قلم سے لکھے گئے تھے ' دیو
 بعض نکات و مقالات کو مختلف اوقات میں اپنے احباب
 اور عزیزوں سے بیان فرمائے . ایک جگہ جمع کردئے اور
 اس مجموعہ کا نام " ارسادات " رکھا —

ان مکتوبات اور رسائل کے پڑھنے سے معلوم ہوتا
 ہے کہ سید صاحب ایک نا حیر صوفی اور صاحب علم
 و فضل تھے ۔ اس مجموعے میں علاوہ دیگر مکتوبات کے خاص
 خاص رسائل یہ ہیں —

۱ - کشف الاستار فی معرفۃ الاسرار

یہ رسالہ وحدۃ الوجود کی تحقیق میں ہے —

۲ - مرآۃ العرفان

یہ رسالہ حصول معروف و عرفان میں ہے اور بعض
 صوفی شعرا اور عرفا کے اقوال سے رسالے کو زینت دی ہے —

مہرا لکھاج عندئہ حاجات شوریدہ کڈم سر ملاجات
 یارب نو نہ شیخ پاک مذہب آن فتح علی حسینی الہدب
 یارب تو بہ شیخ دینداراں آن مہر جہاں و پیر دوراں
 داسم ے ایچے تذکرہ مجموعہ نغمہیں بھئی فہملاً
 تیں چار حکمہ ان کا ذکر ایک مرسد و ہادی کی ہیئت
 سے کیا ہے ' سید عالم علی خاں ہمدانی فتح علی حسینی
 کے ذکر میں لکھا ہے —

” سید فتح علی حسینی سلمہ الرحمن علیہ
 دنیا را حیر داد گمتمہ مسند ارشاد پایے
 تمکین استوار کردہ رھد و توکل را
 کار دستہ “

مہرا مسیح النہ دیگ مسیح کے متعلق لکھا ہے —
 ” تصنیف مسیح آدمیت از جناب ویس باب
 ہادی سالکان میر فتح علی حسینی مصلیہ نہود “
 میر یوسف علی یوسف کے متعلق لکھا ہے —
 ” دست بہمف دست حق پوس آگاہ دمراب
 صمدی و عینی سید فتح علی خاں حسینی
 دادہ مصلیہ و ساہد رھد و از حدیب سراپا
 ہرکت جناب ہدایہ انتساب حصراب انسان
 دھو صاب دنیوی و اخروی می رہاید و کسب سعادات

ہوئے تھے تو کہا دروں طرف کے مستعملین ”سہیلہ“ ہوئے
یا صرف ایک طرف کے ۔ اس کا جواب فاضل مکتبہ مدارک
کو پاسوں نے دیا تھا ، اس پر مولوی محمدالدہ راج گہری
نے سبب وارد کہا ، اس سہیلے کے جواب میں یہ رسالہ
تصویر ہوا —

۵۔ معرفۃ الفقیر

یہ رسالہ جیسا کہ وہ خود تصویر فرماتے ہیں ان
کی زندگی کے آخری زمانے کی تالیف ہے اور نام بھی
تاریختی ہے ان کے الفاظ یہ ہیں —

” ایں ذخیرہ قصیرہ کہ ار تأییدات اواخر
عہد نے حاصل حاصل ایں تھی کہسہ نے سرمایہ
دا متاع کا سد گرا سرمایہ است نہ
معرفتہ الفقیر کہ سال اتمام و اختتام ایں
اوراق است ، مخاطب و مرسوم گردان انست
می نہاید

ایں مسکت عرفان کہ پدید یافت استجم تاریخ شدہ ثبت یہ سال اتمام
درگوش حرد درش حسینی گشتہ کا مد دلہ معرفتہ الفقیر الہام
اس سے سنہ ۱۲۰۱ھ تک تھا ہے ۔ اس رسالے میں
بھی وحدۃ الوجود کا بیان ہے —

اس رسالے کے حاتمے پر جو عبارت انہوں نے لکھی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تعلق ایک امیر منعم الاولیاء محکمہ بلاد حان سے تھا ، وہ ان کے ساتھ در آئے کے سفر میں تھے اس وقت تا وجود سا سازمہ طبع کے یہ رسالہ تحریر فرمایا - اور وعدہ کیا ہے کہ بشرط حیثیات وجہ عیب خاطر جو حیثیات اس بارے میں مہرے دل میں ہیں انہیں پھر لکھوں گا ۔

۳۔ ابطال الباطل

اس رسالے میں بعض صاحبوں نے شیخ مسعود علی حوٰی کے کلام پر اعتراضات کیے تھے - ان سب کے ساتھ اور پیشوا حان آدرتھے ۔ سید صاحب نے اس رسالے میں بعض اعتراضات کی تردید کی ہے اور تائید میں اساتذہ کا کلام پیش کیا ہے اس سے ان کی وسعت نظر اور دلوں سے اس کا اندازہ ہوتا ہے ۔

۴۔ نور الہی ایت

بقاقر حان مرحوم کی طرف سے یہ سوال پیش ہوا تھا کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ کے مابین جو اوائٹھاں ہوئی تھیں اور جانبین سے جو لوگ قتل

صورت و معنی بہم ہر دو گہے دیہم مہاں
گاہ در صورت دہ دیہم گاہ معنی دنگرم

عاسق دیہاکم و بے پردہ می گویم سخن
بے چہت راسخ چہت می آسکارا دنگرم

حسن اور بے پردہ امروز اسب در چشم عیاں
می فد آں ناشم کہ روئے یار فردا دنگرم

وحدہ صرف در صوب و سہوہ اہل فدیہ
می نہ لا چوں شیعہ می دافہ الا دنگرم

چشم وحدت میں حسیدی دنگرد جز آب صاف
گر حباب و قطرہ و گرو موج و دریا دنگرم

معلوم ہوتا ہے کہ اردو میں شعر کہنے کا شوق
نہ دہا، ان رسالوں میں تو اردو شعر اکھلے گا کوئی
موقع نہ تھا کیونکہ یہ سب کے سب فارسی میں ہیں
لیکن تذکرے میں بھی کہیں اس کا پتا نہیں لگتا۔
اگر دیکھتے سے شوق ہوتا تو وہ ضرور تذکرہ نویسوں کے
دستور کے مطابق اپنا نام بھی درج کرتے۔ قاسم کے بیان
سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض شاعروں کو شعر و سخن
میں اصلاح دیتے تھے۔ مسیح کے ذکر میں ہے —

”شعر خود ہم نا صلاح حضرت اہشاں (فتح علی حسینی)

درصا میں برمود“

ثناء اللہ حاں وراق نے سید صاحب کے انتقال

ان رسالوں سے دیر قاسم کے کلام سے جو شروع میں
 اکھا گھا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب شاعر بھی تھے
 اور حسینی تخلص کرتے تھے ۔ اپنے ذوق شعر کا ذکر اس
 تذکرے کے دیباچے میں بھی دتی حسرت سے کیا ہے ۔
 اسوس کہ ان کا کلام دستیاب نہیں ہوا ۔ ان رسالوں
 میں جو ایک در حکم ان کے اشعار مثلاً اُنٹے ہوں
 وہ یہاں لکھ جاتے ہیں —

رسالۃ مزاہ العرفان میں انہوں نے اپنے دو شعر لکھے
 ہیں جو یہ ہیں —

قائم وحدہ را خواندیم در کلام
 درسش چہ حسینی حوراں آں لقائیم
 چشم وحدت بکشا مسعد و مہکادہ یکپیس
 کفر و اسلام یکے کدہ و نکادہ یکپیس
 اپنے ایک مکتوب میں جس میں مشاعرہ و مراقبہ
 پر بحث کی ہے اپنی ایک نزل بھی لکھی ہے جو یہاں
 درج کی جاتی ہے —

حسن او را در اناس رست و ریدہ بلگرم
 یک حقیقت در میان لعل و خارا بلگرم
 کثرت موہوم کے گردن حجاب و حد نم
 منکھ در ہو درہ آں حورشید سہما بلگرم

یہ چندی تذکرے لکھے گئے تھے —

- (۱) تذکرہ سید امام الدین خان بھٹہ محمد شاہ
 (۲) تذکرہ خان آدرو (۳) تذکرہ میرو نکات اشعرا
 سنہ ۱۱۵۶ھ (۴) تذکرہ سودا (۵) معشوق چہل سالہ خود نوشتہ
 خاکسار ۱۱۶۵ھ (۶) تصدقہ الشعرا مولفہ اصل بھگ تاقسال
 اور نگ آبادی ۱۱۶۵ھ (۷) گلشن گفتار مولفہ خواجہ خان
 حمید اور نگ آبادی ۱۱۶۵ھ —

ممکن ہے کہ دو ایک اور بھی تذکرے ہوں
 جن کا پتہ اب تک نہیں لگا - سید امام الدین خان ،
 خان آدرو ، سودا اور خاکسار کے تذکرے اب تک دستیاب نہیں
 ہوئے ، البتہ بعض کتابوں اور تذکروں میں ان کا حوالہ
 ملتا ہے - باتی شاید ہی گردیزی کی نظر سے گزرے ہوں
 کیونکہ یہ ایسے مقامات میں لکھے گئے تھے جہاں سے ان
 کا گردیزی تک پہنچنا قریں قیاس نہیں معلوم ہوتا -
 اس نے اپنے سارے تذکرے میں کہیں کبھی تذکرے کا
 حوالہ نہیں دیا بلکہ اسرار تک نہیں کیا یہاں تک کہ
 خان آدرو ، سبہر ، خاکسار اور سودا کے حالات میں ان کے تذکروں
 کا مطلق ذکر نہیں کیا - البتہ قرائن سے یہ صاف معلوم
 ہوتا ہے کہ میرو کا تذکرہ اس کی نظر سے ضرور گزرا
 ہے - اور دیماجے میں جو اس نے تذکرہ نویسوں کے خلاف

کی تاریخ اس مضموع سے نکالی ہے —
 کہا ہانف نے انتخابات ساف *

اس سے سنہ ۱۲۲۴ء تکلیف ہے —

گردیزی نے اپنا تذکرہ ایسے زمانے میں لکھا جب کہ ریختہ گو شعرا کے صرف چاند ہی تذکرے لکھے گئے تھے ۔ ان تذکروں سے وہ اپنی دیواری طاہر کوئے میں اور تذکرہ نویسوں کو یہ الزام دیتے ہیں کہ ان عربوں نے اپنی تالیف کی علم عامی معاصرین سے ستم ظریفی اور اپنے ہمسروں کی حردہ گیری قرار دی ہے ، اصل حقیقت کے اظہار میں احتصار سے کام لیا ہے اور بے اعتدالی کی وجہ سے اکثر ”دارک خیال“ رنگیں نگار “ شعرا کے حالات قلم امداد کر رہے ہیں ۔ اور حالات و اختار کے بیان میں صریح ماطبا کی ہیں ۔ یہ رنگ دیکھ کر خود ایک تذکرہ لکھنے کا ارادہ کیا جس میں نامور شعرا کے حالات بے رو و رعایت اور دروے اصاب درج کیے ہیں اور ترقیب حروف تہجی کے حساب سے رکھی ہے —
 گردیزی نے ان تذکروں کے نام نہیں لکھے ، لیکن جہاں تک تحقیق سے ہمیں معلوم ہوا ہے گردیزی کی تالیف کے زمانے میں یا اس سے کچھ قبل ،

دروغ نہ ہوا —

دوسرا ثبوت اس بات کا کہ میسر صاحب کا تذکرہ گردیزیوں کی نظر سے گذر چکا تھا ، یہ ہے کہ میسر صاحب نے ریختے کی مصاحبہ و سیر کے متعلق جو حیالات اپنے تذکرے کے آخر میں طاہر فرمائے ہیں ، ' ہو رہو وہی گردیزیوں نے اپنے تذکرے کے دیباچے میں نقل کر دیے ہیں ، البتہ کہیں کہیں الفاظ کا تعدد ضرور پایا جاتا ہے —

ہمارے اس دیواس کی تائید میں ایک طرف لطاف بات یہ ہے کہ میسر صاحب کے حالات میں صرف دو تھی ہی سطرین لکین ہیں جس سے صاف بے اعتدائی نہکتی ہے اور طرفہ یہ ہے کہ ان کے کلام کی تعریف میں وہی چند لفظ لکھے ہیں جو اس سے قبل حسمت کے کلام کی توصیف میں لکھے آئے ہیں —

حسبت کی فہمیت لکھا ہے

" دیواس فقیر سیر کردہ و چشمے آب دادہ "

حقاً کہ دران تلاش معنئی تارہ کردہ و الفاظ

دلگین بروے کار آردہ " —

میسر صاحب کی تسدیت فرماتے ہیں

" فقیر سیر اسعدش سودہ و چشمے آب

دادہ " حقاً کہ دران تلاش معنئی بیگانہ

رہر اگلے ہے اس کا مہذب دکات الشہرا ہو ہے - میر صاحب پہلے تذکرہ نویس ہیں جنہوں نے صحیح تصدیق سے کام لیا ہے اور جہاں کوئی سقم نظر آیا ہے بے در و رعایت اس کا اظہار کر دیا ہے اور ہر سہار کے متعلق جو ان کی رائے ہے اس کے مظاہر کرتے ہیں انہوں نے مطاقِ قائل نہیں کیا - یہ بات ہمارے تذکرہ نویسوں میں عام طور سے مفقود ہے - وہ اپنے گروہ کے سامروں کی جا و بیجا تعریف کرتے ہیں اور حریف گروہ والوں کی تعریف اول تو کرتے بہوں اور جو کرتے وہی ہیں تو دسی زبان سے اور اس میں بھی کوئی چوٹ ضرور کراتے ہیں - میر صاحب کی شان اس سے بہت ارفع تھی وہ کسی شخص سے تعلق نہیں رکھتے - علاوہ اس کے میر صاحب نے حالات بیان کرتے میں وہی نا مقدور صحت سے کام لیا ہے اور بعض غلط فہمیوں کو صحت سے اول انہوں نے رفع کیا ہے -

بعض اور اصحاب کی طرح گردیری کو بھی یہ بات مانگوڑ گزری کہ اس کے بعض دوستوں پر میر صاحب نے دیہاکی سے لکتہ چیلی کی یا ان کی طرف سے بے التفاتی کی - لہذا حق دوستی ادا کرنے کے لیے اس نے خود ایک تذکرہ لکھا جسے افسوس ہے کہ

کے لکھتے کا قصد کیا ہے اس کا کتاب میں کہیں نشان
 نہیں ملتا - اس میں کہیں عاطف حالات کی تصحیح کی
 گئی ہے نہ معلوم ہمسروں اور ہم عصروں کی دھکا
 خردہ گہری کا جواب دیا گیا ہے نہ اُن دارک جہاں
 رنگیں نگار شعرا کے دلاب کا اضافہ کیا گیا ہے جو دوسروں
 کی بے اہمائی کے سحر ہو گئے تھے اور نہ ان حقائق کو
 آشکارا کیا جو دوسرے تذکرہ نویسوں کے اختیار کی وجہ سے
 نظروں سے پوشیدہ تھے - ایسی صورت میں اس کا دعویٰ
 بے دلیل اور اس کا الزام بے بنیاد ہے —

گودیریں بے کل اتیانوے شعرا کا تذکرہ لکھا ہے جن
 میں تقریباً اڑستھ اسیسے ہیں جن کے حالات ایک ایک
 دو دو سطروں سے زیادہ نہیں - باقی کو تین تین چار
 چار سطروں میں دیکھا دیا ہے البتہ مظہر جان جاناں اور
 جان آوروں پر آدہ آدہ صفحہ لکھا ہے اور یقین کے لیے صرف آٹھ
 سو ستریں ، اگرچہ وہ اس کے بہت محتاج ہیں ، اس
 میں ہر بھی حالات کچھ نہیں - مجموعی طور سے دیکھا
 جائے تو طویل انتکادات و غیرہ ملا کر وہی ساعر ایک صفحہ
 سے کچھ ہی زیادہ کا اوسط پڑتا ہے - اسی حال میں
 دوسروں کو ابصار و احتصار کا الزام کس مدہ سے دے
 سکے ہیں —

گردہ است و حرف آشنا را بروے کار

آوردہ ' —

کہاں چشم اور کہاں میز صاحب ! اور یہ درکھی
پھیکی تعریف بھی جس نے دلی سے کی ہے وہ طاہر
ہے خصوصاً جب ہم اس کا مقابلہ دو۔ دے معمولی شاعروں کے دیگر
سے کرتے ہیں جو گردیزی نے اپنی کتاب میں کیے ہیں
تو اور بھی حیرت ہوتی ہے ۔ لیکن سب سے بڑی ستم
ظریفی یہ کی ہے کہ حالات کے بعد میز صاحب کے
کلام میں سے صرف ایک شعر نقل کیا ہے اور وہ بھی بہت
ہی معمولی ۔ حالانکہ معمولی سے معمولی اور گہدام
شاعروں کا کلام سے بھی (حساب مل گیا ہے تو) صحت کے دو
صحتے ضرور نقل کر دیے ہیں —

یہ گویا اس نے انتقام لیا ہے ' لیکن انتقام ایلنے
والا اکثر گھاتے میں دھتا ہے ۔ وہ سمجھا ہوگا کہ اس
کے بعد مہر صاحب کا کلام بطور سے گر جائے گا اور کوئی
اس کا پڑھنے والا نہ ملے گا ۔ معاملہ اس کے برعکس
ہے ۔ میز صاحب کی قدر اب بھی ویسی ہی ہے
جیسی ان کے زمانے میں تھی اور گردیزی کے تذکرے کو
کوئی حلتا ہی نہیں —

گردیزی نے جس دعویٰ کے ساتھ اس تذکرے

پچیس اسے ساھر نہیں جو میو صاحب کے تذکرے
میں نہیں پائے جاتے —

یہ تذکرہ سنہ ۱۱۴۶ ھ میں تصنیف ہوا جیسا
کہ حاتمہ پر خود مولف نے تحریر کیا ہے ۔ یعنی
اس کی وفات سے اتوارن سال پہلے کی تالیف ہے ۔
اس سے ظاہر ہے کہ یہ مولف کے ابتدائی زمانہ کی
مستی ہے —

ہمارے شعرا کے تذکرے گو حدید اصول کے مطابق
بہ لکھے گئے ہوں تا ہم صہنی طور پر ان میں
دہب سی کام کی داندن مل جاتی ہیں جو ایک
ادیب اور محقق کی بطور میں حواہر ربوں سے
کم نہیں ہوتیں ۔ اسی لیے انھوں قریب اردو نے قدیم
تذکروں کے شایع کرنے کا خاص اہتمام کیا ہے اور یہ بھی
اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے —

یہ تذکرہ ہم نے دوں مختلف قلمی نسخوں سے
مرب کیا ہے ۔ ان میں سے ایک خاص طور پر قابل
ذکر ہے جیسا کہ کاتبہ تذکرہ کی عبارت سے معلوم
ہو گا کہ وہ حیدرآباد میں سید عبدالولی عرمت کے لیے
سنہ ۱۱۷۲ ھ میں (یعنی تصنیف سے چھ سال بعد) لکھا گیا تھا ۔

- عبدالعق

مؤلف نے انہیں ساعروں کا تذکرہ لکھا ہے جو اس کے ہم عصر تھے اور ان میں اکثر سے بالواسطہ نا ملا واسطہ اس کن ملاقات تھی ، جس کا اظہار اس نے موقع موقع سے کر دیا ہے ۔ کلام پر رائے معمولی اور ساعرانہ انداز میں ہے ، کہیں ان کے طمع بقا کی حرکت یا ذوق سخن کی کیفیت کا اظہار نہیں ہوتا ۔ البتہ دو مقام ایسے آئے ہیں جہاں انہوں نے اپنی معمولی چال چھوڑ کر سخن گساروانہ قدم اٹھایا ہے ۔ پہلا مقام وہ ہے جہاں حریں کے شعر پر اعتراض کیا ہے (ملاحظہ صفحہ ۳۷ - ۳۸) اور وہ اعتراض بھی نے حور سا ہے ۔ دوسرا مقام خاکسار کے حالات میں آتا ہے ۔ اگرچہ وہ اس شخص کے فائل نہیں لیکن اس بات پر شبہ تھا کہ بعض صاحبوں نے اس کے اشعار کو نا سوزوں کہا ہے اور رمرؤ شعرا سے خارج کر دیا ہے ۔ یہ بھی میر صاحب پر چوت ہے : —

گردیزی نے کل اتھاروی شعرا کا تذکرہ لکھا ہے ۔
میر صاحب کے ہاں ایک سو دو شعرا کا ذکر ہے ۔
میر صاحب کے تذکرے میں ایسے آنتیس ساعروں کا ذکر ہے جو گردیزی کے تذکرے میں نہیں اور گردیزی کے ہاں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اندھا اے سچے بھمد سچے آفریے سوا اسب کہ سر لوح
 نسخہ کائنات را دفنور مکتدی مذهب نمونہ و اعتقاد کلام
 بنائے مکمل ہے روا است کہ سچل رسالہ را دھور دیوتش
 مرین دوسود۔ ثم اتم الصلاة دو آن دیہاچہ دیوان ایستاد و بطرب
 کہ دوتہ منشیان ثلاث نشان تا بعد دتس معلون نہ گرد
 و سب ارثہ حمدت نہ پورید۔ و اکمل بصیات ہاں حاتمہ
 مصحف دعوت و رسالہ کہ تا صدر دیوان شعراے فصاحت
 بدان نہ نعتش مرین فشوہ حسن قبول بخوب نگردد۔ و
 چہن چہن گاہاے معقد ہار اولاد ہامدار و اصحاب
 اہوارش ہاں کہ یتاہہ درگاہہ صہدیہ و خاصہ ہارگاہہ احدیہ اند
 رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ۔

اما بعد آنیار گستاہاں لعط و دوستان معہی فتح المدعو
 نہ علی العسیمی الکودیہی مکتوب مسفقان * راست آئیں و

نہد خان و خون دل دست می دھد درین کساک بباراری
و رولہندہ دور گاری عرض دادن آویستہ در خاک ریختن
و در عرض آن اُفتادان اسم - بدا درین از مدے دکان سخن را
دختہ ہودہ مہر سکوت بر لب گویا زدہ دست از تسوید نظم و
نیر کشیدہ زندگی کو روزہ سبزی می کرد لیکن از آنجا کہ
عشق سخن دہ آب و گلہ سرستہ ادب و دہم معلی دہست خاکم
نستہ از ملاحظہ بد کزہای احوال رمان کہ مسئلہ در اسامی
ریختہ گویاں عہد معذور ساختہ ادب و علمت عایہ بالیف سان
دودہ گیرن ہمسراں و ستم طریقی با معاصرانستہ در اظہار مافی
دس الامر ' دایضار پر ناحتہ بلکہ از حہب عدم اعتنا و فلت تہذیب
کرد اکثر داریک حہالان رنگہن نگار را از قلم ادباحتہ معہدا
در تصدیح اخبار و تحقیق احوال اعدہ علاط صریح نگار ہودہ
و خطا ہای نمایان کردہ ادب ' دحاطر فاطر ریخت کہ تذکرہ مرتوم
سارہ بے روز دیدہ گی از روے انصاف حالہا عن الاعدساف و اسامی
نامی سعرا را دہ قریب حروف تہجی مہرہستہ نا خالہراں را
تذکارے و - عائہاں را ہالہکارے ہود المد در قارلہ -

عرض نقسے اسب کوہا یاد مراند کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحب دلے روے در حہت کند در حق این مسکین دعاۓ

دید دوران حق نهی می گرداند که درین دے ماه فضل و کمال
و برگ رسر گلشن فکر و خیال که از هجرم درود طبع
و احسن اسپردگی دما بر عروض و فائز سون مهری نادران گرم
حوش و پر مردگی دوستان انصاف بیوش^۱ یخ در حکر
نکار بسته است و هم گرم در گلو سکسته^۲ دماغ گشتگو کنکا
است و سر تکلم کرا^۳ نعم ماقدل -

کنکا است محرم رارے که عقدہ نکسایک
که آت در حکر و داله در گاو گوه است

از بے مهری سپهر با همتکار چه عالم که مصرع مسرب و
دل حوشی را مانند نقش بهت عاطل از صفتکه دور کار حک ساحت
و ار با دسائی^۴ رمان با همتکار چه گریم که بهت بهت
و دورمی رافسان درک باطل از دیوان لیل و بهار در انداخته -
اکنون مصروفی شهر از خاموشی نکرد دل بهی گردن و معلی
در آب بستن خاطر بهی گردد^۵ مگر عدلے در سرئی^۶ دانهای
مردہ گفته سون ولے دتوحه و در زیاد واکوآید^۷ مع داک پایش
هم پیشخان حسیس مدارا و حردے گیدان دیمای^۸ کافر ماحوا که
قوالب حالی از حن و صور سازی از معنی است سخن را که
نهین متاع و مهین کالے دکانچه صناع است و مصرف

* [ن] ناساری دمانه نانکار † [ن] کرده آید

دیگرے نعوذ و در آن مقام معلی بعبیده ملطور ساعر
 ناسد و قویده متروک آن - و انداز که مستحار تازه
 گویان زمان است مضطرب صلیتهای فصاحت و بلاغت
 است - فصاحت کلام عبارت از خلوص آنست از صفت
 دالیه عبارت از کلام شور مطابق قواعد مسهوره
 مصوده است و انداز کلمات نعلیه آنست نوزان و بلاغت
 عبارت از مطابقت کلام است بمقتضای مقام مع فصاحت
 کلام و "مقام" چهرے است که متکلم را نامت است
 در تکلم علمی وجه مخصوص از اینجا که توان معلی
 حواله ده کتب مبسوطه است و بدون مطالعه آنها
 بطریق اوفی حاصل نمی گردد و درینصحا راه ابحار و
 اختصار می پیدایند و در اطالمت و اطناب می کشاید
 و چشم از مشعقان راسب بهن که دیده را بمحفل الکواهر
 انصاف دورانی سادته اند آن دارد که بحکم سحریت که
 خطا رسم آنائی است اگر تقدیم ماحقه التاحیر و
 تا حیر ماحقه التقدیم در الفاظ و معنای این عاصی
 که چندی حرو کائن را مانند نامت اعمال خود سیاه نموده
 است یادنی کار نه ستاری فرموده پرده از روی معائب
 نه کشید و از نا پللمکی آهو نه گیرند که این کار
 سنگ است بلکه از راه کرم بمصاحیح اعلاط معواقعه پردازند

بعد هذا آسفایان این فن را مسمی * بنامد که چون تذکره
ریخته کویاں اسب سم از معنی ریخته به تقریب سخن در مطاوی
خطبه مذکور می گردد والی الله بصیر الامور * و آن
سعرے است بودان اردوے معالی مملکت هندوستان
حرسه الله تعالی بطور شعر فارسی در مورویت و
امکای آن بر چند قسم است - قسمی است که مصرع
اول فارسی و ثانی هندی و دوم که نصف مصرع
فارسی و نصف هندی باشد - نزدیک باره گویاں
مستحق و مستقیم است اما ترکیبات فارسی که
مناسب و مایوس هر بان ریخته آفته حائر و ترکیب
عمر مایوس الاستعمال حائر لے - و فارق و مفاو این
امور در صاحب سلیقه زبان دان که با صاحب
و بلاغت آشنا باشد دیگرے نمی تواند شد - و ایهام
که در زمان سلف درویش یافته بود اکثرون طبیعت
(ه) مصروف باین صنعت کم اند مگر بسیار بشستگی
و ردگی بسته بود - و ایهام در اصطلاح ارباب
دربع عبارات اراں حرب است که ملاے بهت در
باشد و آن در معنی دو محل داشته باشد ، یکی توبیخ و

دھلی عیر ار صرف اوقاب در تحصیل و افتادہ طلبہ عام
 بمبالمیں ار نیست۔ گھے نہ تعلق طبع ریختہ ہم
 می گوید و مدان آندو و میاں مضمون کہ نئے
 ریختہ ایشاں ریختہ اند استمداد سخن دا و دارند و زبان
 ریختہ ار و گردانہ اند —

یہو کر نظر نہ آتا ہم کو سخن ہمارا
 گویا کہ تھا چھلا وا رہا س ہرں ہمارا —

تھوے دھن کے آگے دم مارنا صلط ہے
 منکھے بے گنتھہ ماندا آدر سخن ہمارا

حان بکھہ پر کچھہ اعتبار نہیں
 رند گای کا کیا نہرو سا ہے

دکھ سی پارہ گل کھول آگے عذراہوں کے
 چمن کے بیج گویا پھول ہیں تیرے سہیلوں کے

ہر صبح آؤ تا ہے تیری درانی کو
 کھا دن لگے ہیں دیکھو حورشید حوری کو

مے حائے بیج خاکر سینے تمام توڑے
 راہ نے آج اپنے دل کے پھولے پھوڑے

وعدے تھے سب خلاف ہو اس لب سے ہم سے
 کیا لعل قیمتی دیکھو چھوٹا نکل گیا

تھوہ رلف میں لٹک نہ رہے دل تو کیا کرے
 بے کار ہے اتک نہ رہے دل تو کیا کرے

که درین قول است مصرع - «و برزگان را عیب یوسی
به ار نند پوشی - ریاده الله تعالی ار آئینه دلها
کدورت اعصاب رداید و صیقل و صغای انصاف کرامت
فرماید که الانصاف خیر لوصاف —

— ❦ —

حرف ا لا الف

آرزو

چراغ دزم گفتگو سراج الدین علی خان "آرزو"
بعل هستش ار ریاض خاندان شیخ محمد عوب
گوالیری قد کشفه و ار اندای بهار حواسی حاده
شاهجهانا داک چمن بهیاد گریده قلمش در قامرو سخن
درمان رواس و به دایک بلند انا و لاییری سرا - دیوای
صمیم دا قصائد عرا جمع بسوده تمام دیوان فدای و
سایم را جواب گشته و در جواب محمود و ایار دلالی
مثنوی به سور عشق دارد و دران دلاشهای بسیار کرده
داک معنی یابی داده و در اکبر اسعار معاصرین مثل
افضل المتاحریں شیخ محمد علی حریر از ستم ظریفی
و علها و گرفتارهای وارد و صحر وارد دارد - و تا الی یومها هدا در

مستاق سدر حواہی نہیں آورو تو کیا ہے
یہ رو تھمے رو تھمے چلے چلے چل کے پھر تھمے

یہ سہرا اور یہ آب رواں اور اور یہ گہرا
دوانا نہیں کہ میں گھر میں رہوں اسچھوڑ کر صحرا

سر سے لٹا کے پانیوں تلک دل ہوا میں نہیں
یاں تک تو دن عشق میں کامل ہوا میں نہیں

آغوش میں نہواں کی کرتی ہیں قتل آنکھیں
کوئی پوچھتا نہیں ہے مسعد میں حوں ہوا ہے

کرتے تو ہو تبادول میں حال آورو کا
دیکھو تو تم پھارے بے احتیاد رو دو

مکھہ نا توں کی حالت وہاں خاکہ ہے اُڑ کر
مہرا یہ رنگ رو ہے گویا مکھی کپوتر

حوت تھری شکل آسکتی نہیں تصویر میں
مدنیں گوریں مصور کو پینچتا ہے انتظار

آورو کے قتل کو حاضر ہوا کس کر کمر
حون کرے کو چلے عاشق یہ تہمت نامدہ کر

کیوں چھپا طلعت میں گر تھمے لب سے سرمندہ بے تھا
حان کچھم پانی مری ہے چشمہ حیلوں کے بیچ

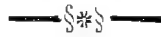
سہن اوروں کا تسلمہ ہو کے سلیم اور سب کہتا
مگر اک آورو کی ناب حب کہئے تو پی جاتا

انساں ہے تو کدر سے کہتا ہے کیوں آنا
آدم تو ہم سنا ہے کہ ہے خاک سے ہلا

اشتقاق

دوہد و دوع ، مشہور آفاق ساء ولی اللہ ” اشتقاق “
 ار دبائر سیخ ، مجدد الف ثانی اسم و طمعش
 موجد معانی با وصف سخل علوم دینی ذکر شعر سی
 نمرود سالے چند اریں پیش راہ جادہ ، رنگ پیمودہ
 اروسہ ۔

لڑکوں کے پتھروں کی لکے اُس کو کیونکہ چوت
 ہو ایک گرد باد ہے محتوں کو دھول کوٹ



آبرو

سہج معفل گفتگو سیخ نغمہ الدین مبارک آبرو
 گوالیہر متوطن یرم آراے معانی اسمت و حاطرش
 گنجیرہ گوہر سخندانی حقا کہ معنی بلاشی را بر طاق
 بلند گواستہ و باستفتاح مملکت مستکن رایت ساہی ابراحتہ
 در نازول مدتہ درفات حضرت ادوی دام طلبہ نسو دودہ
 و بحالتہ نمایاں موصول گردیدہ اروت ۔
 آیا ہے صبح بیلد سے اُٹھہ رسمسا طوا
 جامہ گلے میں رات کا پھواں نسما طوا

دوسرے لبوں کا دینے کہا کہہ کے پھر کہا
 پھیلا پھرا سراپ کا ادسوس کو گنا
 بھا قول آبرو کا نہ جاؤں گا اُس کلی
 ہو کر کے بے قرار دکھو آج پھر گیا
 کم مہ گنو یہ نصحت سناہوں کا رنگ درد
 سونا وہی ہے جو ہو کسوٹی کسا ہوا
 اقدار سے زیادہ دست نادر حوش نہیں
 جو حال حد سے زیادہ دیرھا سو مسما ہوا
 حدائق کے رسالے کی سحر کہا رادتی کہیے
 کہ اُس طالب کی جو ہم پر گھڑی گری سودگ بدتا
 نہ چھوڑے گا پیارے ہی کسی
 تمہارا ہمس کے کہنا یہ احو کا
 کیا قہر ہے پیارے منہ کا ترے منکنا
 پھر قہر پر قیامت یہ راف کا لکنا
 جس گال پر صفا پر نظریں بھیج تھیرتیں
 اُس گال پر صحت ہے دل کا مرے انکنا
 آبرو علیہل بس پڑ تل کا رکھا فلیلا
 ہر راج دو الہوس کو مسکل سہاں پھٹکنا
 اسلمت کر کے بچھہ پڑ سلا کے تمہیں حلاؤں
 کیوں سارقا ہے سارک رحسار پڑ چٹکنا
 راہد ہے آج محاس رنداں میں نیم حان
 حرگوش حیوں دھیر میں آادہ سسا ہوا

رہنمائی ہے دل میں مصروح دل چسب کی طرح
 گھر دار ہو ہے سرو قدوں کا سرائے دیب
 رلف کی شان مکھہ اُپر دیکھو
 کہ گویا عرس میں لٹکتی ہے
 بھاری لوگ کہتے ہنسنے کے
 کہاں ہے کس طرح کی ہے کدھر ہے
 یوں آدرو نماوے دل میں ہزار داتوں
 حب دو سرو ہو تھوڑے کھٹار بھول جاوے
 اُتھ چمب کھوں جنوں سے خاطر بچمت کی
 آئی بہار تھوڑے کو حد ہے بسنت کی
 جہاں تھوڑے کو کی گھسی تھی نہ تھی کتھہ آک کو عزت
 مقابل اُس کے دو ہوئی تو آتش لکڑیاں کھاتی
 لٹک چاند سکن کا بھولتا ہوں اب تاک مجھ کو
 طرح وہ پایوں رکھنے کی دہری آنکھوں میں پھرتی ہے
 حسن ہے پر خوب رویاں میں روا کی جو بہیں
 پھول ہیں یہ سب ہیں ان پھولوں میں ہرگز نہ ہیں
 زندگی ہے شراب کی سی طرح
 دلوں میں شراب کی سی طرح
 تھوڑے اُپر حوں لے گداہوں کا
 چڑھا رہا ہے شراب کی سی طرح
 کون چاہے گا گھر سے تھوڑے کو
 مجھ سے خانہ دراب کی سی طرح

یہ رسم طالع کی دستور ہے کہاں کا
 دل چھین کر ہمارا دسوں ہوا ہے حنا کا
 ہر اک نگہ مہی ہم سے کرے لگی ہیں سوکھیں
 کچھ تو بڑی ہیں بے پکڑا ہے طور داسکا
 حمدوں کے طور گونا گوناوار قہقہہ ہے
 پھر کر پھرا رہ لڑکا حو اس طرف کو حنا کا
 پردیشاں زر ہے تیری رلف سے احوال عاشق کا
 سہہ درنا ہے آنکھوں سے یہ ماہ و سال عاشق کا

دے رحسار سیمیں ہر حو مارا رلف نے کلمات
 لیا ہے چھین یارو اردھا ہے سال عاشق کا

براکت سے نکل سکتی نہیں مصویر نچھہ تن کی
 مصویرے سخن ہر چاند مر مر اپنا ہی کاڑھا

چھوڑ کر گئے خاک میں حاصل کیا تو کیا ہوا
 ساتھ کچھہ حائے کا ندں سب کچھہ لبنا نو کدا ہوا

عہروں کے سانچہ شب کو چلتے ہو چال اور ہوں
 دیکھیں روش تمہاری حائے میں ہوں پچھانا

حکم کی قلع سہتی کاتو رقبہ کا سر
 اُتھ آو آرو کے کر قتل کا دھانا

مجلس دو شید باری کر کر رہ ہو درانا
 سونا بے کا اس کا حن ہے کہ نقد حو چا

نو کم بھلا دھا پھارے ہم سے کہ آج روٹھا
 دیکھا یہ ان ملے کا ہم روٹھا اوتھا

کرس جو دلدگی ہوویں گنہگار
 بتوں کی کچھہ بولی ہے حدائی
 دن ے آہاتھہ سے امس کے داس پکڑا
 یہ بھیں سرط مروت حواسے حوار کرو

پر گھٹا ہے نوالہوس کا دھید پرے سے نکل
 حط کے آے میں حقیقت سب کی طاہر ہو گئی

دیکھو تو جان سم کو ملاتا ہوں ک سستی
 دلوں خدا کے واسطے تک لال لب سستی

یہ حادثہ ہر ایک سے لاج نہیں ہے خوب
 ہے بھیک مانگ کھانا بھلا اس کسب سستی

پانی میں قوت آگ میں حل کر مرویں ایک
 عاشق نہ ہو پکار کے ڈھٹا ہوں سب سستی

مابدھا ہے درگ ناک کا کہیوں سر پٹہ سبھرا
 کیا آبرو کا دیا ہے بد العذب سستی

اُس شوح سرود قد کو ہم حادثے تھے بھولا
 مل ادبوری طرح سے کھا دے دیا ہے ہالا

اے سرود مہر تھہ سے حوداں جہاں کے گاہے
 حورسید بھر تھرا یا اور ماہ دیکھہ ہالا

دروہوں سے نرے چلے ہے حیو کا کوئی سپاہی
 یوں حال چھوت حس کا مکھہ پر رہے ہالا

چمکیں دھماکیں کی دل چھیں لے چلے ہیں
 تیرے نہیں کو کن لے سکھلا دیا چھہنا

سرے پھارے سے واسطہ ا اتنی دل کی بات جا کہنا
کہ حالے سے تمہارے جان کا مشکل ہے اب رہنا

ہم سے وعدہ ہوں تھا نہ جس کی دیوے ہمس درں تنہی
جی دنا ہم فقد تم کو قریب اب ہمس کیا

حوں لوہا پاک ہے سو حوٰر ہے تکتے کے نہیں عاثر
وہی راجا ہے دلی مہن حوٰر عاشق کے تلبے پر جا

چو پتر کے کھیلے کا سارا یہ ہے حالہ صا
سایہ کبھی وہ لڑکا دیکھے ہمارے پاس آ

پی کر شراب ہم کو حو تم دراز نے ہو
کیا شوں کو ہمارے حاما ہے اور کا سا

دکھ گئی (ہں) اس طرح کے لالچی کو کس طوط نہلا
چلی حاتی ہے فرمائش کبھو وہ لا کبھو یہ لا

سو نہاوں کا یہ زنجیر مہوا چاہتا ہے یہ پھل نہ کر سیدو
عاشقوں میں جس کسی سے نار راضی ہو مرا
وہ مہوا دس ہے لیکن چاہتا ہے جی مرا

صدر کب دندار کا ہے اس کے نہیں فردا تلک
سو قیامت خان پڑ کرتا ہے دل آ جہی مرا

ہر گھڑی چھپ چھپ کے ستار اس کو اے دل مان جا
شوح ہے ہذا دستان را دیکھ لے تو خان جا

دوسے کا وعدہ کر کر مصری چہا کے بخش
کہنے کو ان لبوں سے میٹھا دنا سو چھوٹا

دالاں ہوا ہے جل کر سیلے میں من ہمارا
پہنچے میں بولتا ہے گرم آج اگن ہمارا

پوری کماں کے مائدہ مانع نہیں اکڑ کو
ہے صعب دھج دونا یہ مانکپن ہمارا

حور شد کس طرح سے ہوا طالع آبرو
کیا دن پھرے کہ یار کا ایدھر کوم ہوا

کیا سبب تیرے بدن کے گرم ہوئے گا سکن
عاشقوں میں کون جلتا تھا گلے کس کے لٹا

تو گلے کس کے لٹا، لیکن کسی بے رحم نے
گرم دیکھا ہوئے گا تیرے تئیں آنکھیں ملا

اسک گرم و آہ سرد عاشق کے سے پڑھیا کر
حوب ہے پڑھیر دم ہو مستقیم آب و ہوا

ملنے کے شوق سے ہم گھر بار سب گڈوایا
صلت میں مبرے گھر یار آیا تو گھر نہ پایا

دل عم سے کر کے لہو، اوہو کا کر کے پانی
آنکھوں ستنی بھایا دم آبرو کہا یا

سیمح اوپر عید کے دھتا ہے اب لوتا ہوا
زر کے لالچ اس ددر وہ سیم تن کھوتا ہوا

ماہر وکن مہر نے خاکر چھوڑ کر چھوڑ دی
گھر حلا عاشق کا ان لوگوں کا کیا توتا ہوا

انسان

عمدہ اُمرائے دی ساں اسد الولہ انسان در
 عہد سعادت مہد حصرت فرکوس آرام گاہ منصب
 عہد ہزادی و حلیع سا ساں حصرت و سکنت کہ مندہایے
 -تمناہ اسارت است رسیدہ متعسود اقدان و امثال
 گردیدہ - باوصف کثرت مساعیل دیوی بافتضایے سوزوی
 طلیع شہر دیوان ریختہ می گفت و در معنی در
 تصوف می سست - سالے چند رہن پیس رحب ار سرایے
 حدود کسدہ دکھان و دیدم ماٹل کردیدہ -

رہن و آسمان اور مہر و مہد سب تکتہ رہن ہیں انسان
 نظر دہر دیکھ مسب خاک میں کیا کیا حوسکتا ہے

— — —

آزاد

حوس دہن دلد اسدواند محمک واصل آزاد
 واک گاہس دکن و طلعس موحد سکتا نا ولی ہم طرح بود و
 عمر را نہ آزاد کو بسر برد -

آئیں جہاں کی سادی آزاد صنعتیں پر
 جس سے کہ یار ملنا ایسا ہنر نہ آیا

— * —

کھیلے تھے رات چوہتر گونیاں (ن ※) ہوا تھا پیارا
ہمارے رقیب سارے اور ہم نے رنگ مارا

گراں ہے سرم کے آدم کو دکھنا مگر کی دسوی
مراک دابہ ہوا ہے آدرو کے دل کو سو مس کا

میتھا اتنا ہے مجھ کو تیرے انداں سے کیا خوب
یکدمار پھر کے کہہ لے اپنی دباں سے کیا خوب

آنکھوں کی سچ ہوئی ہے مرگاں بہواں سے دوسری
لگتے ہیں حیوں سپاہی ترکش کہاں سے کیا خوب

نپٹتا رہتا ہے تب اک حب تلک مرتا نہیں
دل کو حیوں سپاہ اپنی بے قراری ہے حیات

—+*+—

آگاہ

محمد صلاح آگاہ شہر دل بدیدر است و دیکوش

دول حاکم —

پوری میں کرو سیدر جہاں کی تو مڑا ہے
دن تھمتے ہں ہوتا ہے تمسا گوردی کا

و دهن مستقیم دارند و بحکم من المهد الی العهد گاه
گاه ملاقات می پردازد —

کهیو صفا تو اندا سرے تلک حقو کے قنیں
آحر کسی دیوی وحہ دکھاوے گا رو کے نئییں
کر ہم سے دواسوں کو ہم آزاد کرو گے
دورے جہاں کے سبھی آباد کرو گے

— * —

آوارہ

’مہر محمد کاظم‘ آوارہ برادر حقیقی مہر
دین العادیں آسنا اس و حسر پورہ برادر کوچک
فقیر - بلا در حدود طبع شعر ازناں و بختہ می گوید —
اے عدل لب خاکے چس مہن کرے گی کیا
باد چراں سے سب گل گزار چھوڑ گئے

— * —

الہام

’وصال نیگ‘ الہام بخلص ار تربوب کرد ہاے
سید عبدالولی عرب است حر اس دو نیگ کہ در ہتھو
کلاوت بچی گتہہ اسب نگوس نہ رسیدہ —

احسن

احسن اللہ احسن بہ آدرو ہم طرح نوک و در
 سکن تلاش معنی تبارہ نمود، سحر را دطرر ایہام می
 گفت و در معنی درسنہ وکرت می سمت - سالے چلمد
 رہن پیس چشم ار دطارہ د دنیا پوشیدہ و سر در نقاب
 خاک کسیدہ -

بہی مصون خط ہے احسن اللہ کہ حسن خوبرواں عارضی ہے
 صدا کہیو اکو حاوے ہے ہو اس یار دلبر سوں
 کہ کر قول پرسوں کا گئے درسوں ہوئے ہرسوں
 مگر انکس داود ہے نعمت حاں کی تانوں میں
 کہ آہں سے دلوں کو دیں لے کر موم کر تا ہے
 نری داتوں کی حق ہرگز نہیں اس کو حواساں ہے
 حو گالی سے رداں کو کام درساوے سو حیواں ہے

— * —

آشنا

دینارہ ار رسو و ریا مہر دین العامدین آشنا
 دحسن سہرور و سلاست طبع مہمانی (ن) طبع سلیم

حرف الباء

بہار

تیک چند بہار، فقہر احلاس دارد و اکثر ہا بملاقات
 می پردازد۔ ہندوئے داس کمالا کم نظر در آمد،
 در تحقیق لغت ہائے داری و مواقع استعمال آن
 کتابے صحیح مسمیٰ وہ بہار مسمیٰ تالیف نمود در بعض
 مواقع دخلہا بر سراج اللہ خان آورو دیگر کتب لغت
 نمود و رسالہ ابطال ضرورت وغیرہ ار مولعات اوست۔ گاہ
 وہ تمدن طبع ربختہ ہم می گوید و ار آئینہ اسف —

وہی اک دیوہاں ہے حس کو ہم تم تار کہتے ہیں
 کہیں تسبیح کا رشتہ کہیں رنار کہتے ہیں

اگر جلوہ نہیں ہے کفر کا اسلام میں ظاہر
 سلیمانی کے خط کو دیکھہ کیوں رنار کہتے ہیں

اُتا مردم کشی کا درد دیہاروں نے کب پایا
 صلت کرتے ہیں اُن آنکھوں کو جو دیہار کہتے ہیں

گیا ہے عشق کی رہ دیچ پا برہنہ بہار
 تمام دسب ہے پر حار دیکھئے کیا ہو

حب ستمی اُس سرو رعنا کا ہوا ہے جلوہ گاہ
 سبر دھوں سمیشاد اُتھتی ہے مرے سینے سے آہ

کلا وستی ترے گالے سے دی شہوں بہت دیکھے سروں میں دولتی ہے
 دیکھہ تھاری دیکھے کو ساکارہ چڑھکے گالے لگی کلا وستی

—*—

انجام*

نواب امیر حاکم الملک انجام عمرہ الملک
 'العلام' ساگرد مہرا نودل مرحوم دار فارسی و در ریختہ
 کوئی و ہندی و علم موسیقی و لطیفہ و دیہہ سرانی
 و عناصر خوانی و شمع کلمات بے بدل بودہ - قش
 سال بدی ایں در حمت حق رسید، بالکل ایں دو
 وقت ار و مخاطب بود کہ نامی شد —

اب بھی احسان ہے جو ہرگز نہ ہوں آزاد ہم
 پھر حسن میں جائیں کہا منہ لے کر اے صبا ہم

نہ سن دو پند واعط کا جو آئے تھیں میں پکا ہے
 حد ا حادہ مرا دوج دی اک شرعی دھڑکا ہے

—+—

* دوسرے نمبر میں انجام کا ذکر حرف الہا کے ایک سلاطی سے اس طرح
 مکرر کیا ہے -

امیر حاکم الہی - ایں سر ار امیر حاکم الہی است کہ در وقت
 حلد مکان نہ سے ہوا سر اقرار بود -
 کہیں بلانی نرم میں کیا سم سے نادانی ہوئی
 دحدر در نرم میں مجلس میں آ پادی ہوئی

کہاں مہوں ماہ مصر نے کب سلطنت کری
 کم ہے کوئی عرس ہوا، ہورطوں کے بیچ
 'مسطور سیر لالہ جو ہو اس دہار بیچ
 پھولا حوب ہے دیکھہ دل داغدار بیچ
 کہتے ہیں عبدالعزیز گرفتار معہہ کو دیکھہ
 امید حیوے کی نہیں اس دہار بیچ
 دل ہمارا لے کے کیوں انکار کرتے ہو سجن
 کس سے یہ سیکھے ہو دم لے کر مکر خالے کی طرح
 توڑتا رہیدر خاں تھا پڑا بکتا دہار
 لے گیا ہے توح میرے ہانہہ سے دل بے طرح
 بھوں اُس توح ساز بکریں ادا کل اکو رنگیں ہوا ہوکھا ہوا گل
 عیش بشویس کموں دیتی ہے گل کی طبع نازک ہے
 یہ گستاخی نہیں ہے حوب 'مب گر سور اے بلبل
 نار و استعلا، عذاب اعراض سب جاں کلا ہیں
 قرب میں حوہاں کے کیا معنی کہ ہو دل کا نشاط
 دیکھہ جس سے خدمت کا اگر یہ بے دماغی ہے
 بکا ہے یہ حوب کہتے ہیں کہ پھل پاورے ہے حوب سیوے
 اگر مارا پڑا دل ہات سے عمرے کے کیا عم ہے
 سیاہی کی یہیں معراج ہے دن بیچ سر دیوے
 قزیتا ہے پڑا حیوں بیم نسمل خاک و حوں مہوں دل
 عقرب ہے جو کچھہ اس صید پر صیاد کھا خالے

کدے مہوں یہ ستھگر قاتل بے تقصیر کیا کھجے
حو ان کے ہاتھ یوں مرنے ہوا بقدر کیا کھجے

سانورے سب ایک سے مہوں ظلم کرنے میں بھار
کم نہیں کچھ دل کے لئے حائے میں کاکل جسم سے

بھار اُس گل بدن کا حو درانا ہو تو کیا اچوڑ
دوستے کا بھی من ایسے پری اوپر اٹھاتا ہے

دیکھ کر کیوں کر نہ ہووے دل روتیوں کا کباب
کس ادا سہتی صلم دیتا ہے ساعر وا چھترے

کوئی کس ساتھ ایسی وصل گل میں دل کو پوچھاوے
نہ ساقی ہے نہ ساعر ہے نہ مطرب ہے نہ ہمدن ہے

ہمیں واعظ درانا کہوں ہے دورح کے عداوں سے
معاصی گو ہمارے بدن ہوں کچھ معصرت کم ہے

اُسی درگاہ سے حاجت روا ہوتی ہے عالم کی
جہاں دیتے ہیں بے مانگے فضولی ہے طلب لالا

حو کچھ حاکم کو گلستاں میں کیا ہے کیوں چھداتے ہو
عیاں ہے آستیں کی چوں سے موج حون گل لالا

سہی کرتے ہیں دعویٰ عشق کا سمیت ہے تو دیکھیں
صف متحشر میں جس کے ہاتھ دامن ہوگا قاتل کا

کرے وہ سلطنت نہ عشق میں سیریں کے سر دیوے
تکلف نہ طرف حسود کو کیا فرہاد سے نسب

خوش سخن کا حرف دل کو لاوتا ہے حال بد
یہ عاقل کہتے ہیں کچھ اذت نہیں ہے قاتل بد

فرہاد کو محکم کی دلتھی نہ کدھی ہوتی
 شہریں کا حق ایک دوسرے ملتا سکر آلودہ
 خط مرا اُس نگار نے نہ پڑھا کیا لکھا تھا کہ یارے نہ پڑھا
 میں تو لکھتا تھا اُس کے دُئیں بیرون
 اُس تغافل سے دے نہ پڑھا

— ❦ —

بیچار

بیچار، فرحان آگہی دست ندارد —
 دنیا الماس و گوہر سے فروں ہے نیرے دندان کو
 کیا تھہرے اب بے ہمدردی کا دل و سرخاں کو

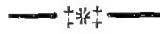
— — —

بیٹا ب

نکتمہ سلج معنی یاب محمد اسماعیل بیٹا ب پایہ
 سکنش بلبل است و خردش دل پست است —
 نہ ہو با گھر کسی سے آسما دل
 تو کہا آرام سے رہتا میرا دل
 تیرے کو مرگئی بلبل قفس میں
 پڑی تھی ہاے کس ظالم کے بس میں

— ❦ —

نہیں معلوم کیا حکمت ہے سیخ اس آفرینش میں
 ہمیں ایسا خرا داتی کہا دم کو مہاجانی
 فارے حار و لطف بے موقع دلدراں کی ادا ہے کیا کیا کچھ
 محبت کی قلمرو میں اگر جاوے تو سن لے گا
 کوئی آری دے چہرا کسی کو کوہ پر پتکا



بیدنگ

مستعد برم اداۃ یکرنگ دلاور خان بدرنگ طمع سلیم
 و دھن مستقیم داس و معنواں سندھگری علم من ادرائش
 سالے چند ارمیں پھش راہ مراحل مرگ پیمود و رحمت دسراے
 خاموساں کشودہ از وست —

یار کا حب خیال آتا ہے ہول میرا توام خانا ہے
 دل کو تھکھ عشق سے فرار نہیں اب تلک نہکھو اعتبار نہیں
 نہیں مطالب کچھہ ناعداں اور دوانا ہوں میں گل کے رنگ و بو کا
 سدا بیدار رہا علم سے ہو توہں مثل مشہور ہے سو یا ہو چوکا
 ہے ہاب ترا خون سے عاشق کے گر آلودہ
 مہندی سے سخن صبا کر دار دگر آلودہ

معلس کی حیرت ک ہے اے سیم دلیں نہکھو
 اوشاں سے ترا ماٹھا دھتا ہے در آلودہ

قسم کے درد کو دار اے دلبل اب صیاد کرتا ہے
حدا جانے کرے گا دسج یا آزاد کرتا ہے

ایں بہت بزم یگرے ہم مسموع سدا

محبے درد و الم رھتا ہے دسج گھبرے مہاں صاحب
دھر لیتے مہوں کیسے ہو تم میرے مہاں صاحب
حو اب نہ مرئے تو پھر انتظار میں مرئے
حدا حزاں نہ دکھائے دھار میں مرئے

تھام عہر سراپاں پیا کیسے ساقی
ہزار حدت کہ آخر خمار مہوں موئے

—*—

بیان

دواحد احسن اللہ بیباں بھسن صورت و سیرت معانی
اسب و دھم و فراہب مجلی - راد گاہیں اکبر آباد اسب
و طمعس معنی ایحداد - مشق سخن ار سیررا مظہر می
کند چنا بچہ گوید —

نندے سے نلا حضرت اُستاد کی کیا ہو
مظہر ہے حداد و د کہ وہ شان اتم کا

کیا کیسے بیاں اُس کے وحدود اور مدام کا
طاقمہ نہ دباں کی ہے نہ مقدور لقم کا

پیام

سامعہ افروز روشن کلام سرب الدین علی جان پیام
 راد گاہش اکبر آباد است و طبعش معنی ایجاد —
 باب مہصور کی مہولہ ہے وردہ عاشقی کو اہ سولی ہے
 —*—

دسمل

دسمل، رمی داسم کہ دسمل کیسب —
 ہائے اس دیوائے دل ے کام کیا دمکا کھا
 آپ سو بدنام ہی تھا مکتھہ کو بھی رسوا کھا
 —*—

پاکباز

میر صلاح الدین پاکباز دسو سید کمال نبیرۃ سید جلال
 ار نظر یافتگان ترویج یکرنگ است —
 حلوائے تمہارے حسن کے بت ہیں یہ ہم کہاں
 تم تو سب سے ہمیشہ ہو ادسوس ہم کہاں
 —*—

قزل باش خان

ایں سہر خوش گاہ قزل باش جان مہر حوم است —

ہوئی اے اب اس قدر نا رسا
 کہ سہلے سے اتی نہیں لب تلک
 نیت ہی بیان کا دریا حال ہے
 تغافل ارے بے خبر کب تلک
 یہی دن ہے، ملنا ہے اس سے دوسرے
 کہ چہنا نہیں آج ہی سب تلک
 ادب سے ہار کے دل میں بنس خوں ہو گیا میرا
 یہ دلہل باسواں آخر قسم میں بھی ہوا بسمل
 قز پلے کے تماشے کی ہوس باقی ہے قاتل کو
 ہوا حادثا ہے کہوں اندا تک اک بھی پر ہلا بسمل
 نکل سکتا نہیں ہے شکر کے عہکے سے قاتل کے
 بیان کس درد سے مانگے اس سے اپنا خون بہا بسمل

بیکل

سید عبدالوہاب بیکل راجہ کاہن دولت آباد اسب
 در سخن سید عبدالولی عزل استاد اوساں اند —
 مرا دل کمر حاس نے، سات لے گئے
 حنا کا رنگ ہاتوں ہات لے گئے
 دری ریموں لے گئی کئی پہنچ سیکھا
 دل بیکل کو راسوں رات لے گئے

دکلمے ہے لالہ خاک کے دیکھے سے سرح سرح
رنگین ہوا سپہبدوں کے حوں میں دہا دہا

صاف منہ پر منں دہیں کہتا کہ ہوگا اس کے پاس
ورنہ کیا واقف دہیں میں دل ہے میرا جس کے پاس

کہتا تو صاف منہ پہ سروں سے دور ہے
آوے گا ایک دور مرا حان کام حط

حیوں پتہ لگوں کے حلالے کا سبب ہوتی ہے شمع
تو انہوں کے عم میں اپنا حان بھی کھوتی ہے سمع

مسکند پروانہ روس کنوں نہ ہووے دھر میں
جس کے بالہیں پر تمام سب کھوتی روتی ہے سمع

جو نہ ہو اُس سمع رو کے عشق کا سہنے میں دا
کون سمعہ بے کس کی تربت پر کوئے روسن چرا۔

حان کر معنی کسی کے گرتہ میں نافذ ہے کہیں
صاحب حرس کو کب ہے خوشہ چینی کا دماغ

عوض اپنا ہم داسوں کے سلجھے کا دیار
اس دل باداں کے سپوں سے اگر پاتا فرا

آتا ہے جی کو دیکھ کے خوش بہار حید
اے عند لب تو ہے قس میں ہر ار حید

یہاں تک ہوں حسرتہ حال کہ دیکھے ہے جو سمع
دکلمے ہے اُس کے منہ سنی ے اختیار حید

میں مسکند خاک سا توے کوچے میں مل گیا
تس پر نہی تیرے دل میں ہے سمعہ سے عیار حید

تا بان

’سجل بند گلشن ایمان مہر عبداللہی‘ تا بان حوائے
 بود خوب صورت و خوش سیورت‘ سمیع محفل جامہا و
 چراغ بوم دلہا‘ در خاک پاک ہمد و سنبل گل خدائیں درو
 مدد سدا و در ہمیں گل رمیں نہ نشو و نہا رسیدہ در
 عن سمعان حوائی خاک مال ملک حور و بساط حیات
 مستعار بر چہدہ داعی اجل را احاطہ کرد —

تیرے ابرو سے مرا دل نہ چھٹے گا ہرگز
 گوسہ ناحی سے کہو کوئی جدا ہوتا ہے

ہے سوز عشق محبت میں یہاں تئیں کہ بعد مرگ
 پروا نہ مرع مرع روح ہو سمع سرار کا

قد حلقہ کہاں اسی حسرت سے ہو گیا
 تیر ہدف کبھی نہ ہماری ہوئی دعا

پاس تو سونا ہے چند چل پر گلے لگتا نہیں
 مدتیں کرے ہی ساری رات ہوجاتی ہے صبح

مرا بس ہو نو ہر گز حظ نہ آنے دنوں دیرے لیکن
 لکھا قسمت کا کوئی بھی مٹا سکتا ہے کیا قدرت

آسنا بھی محبت سے ایسا ہے کہ حبس چاہئے
 پر جو کچھ دل چاہتا ہے ہاے وہ ہونا نہیں

عشی میں کیا ثابتی ہے مجھہ دل لے تاب کو
در قرار آؤں اُبو دیکھا اسی سیما کو

سرو کو رتہ فرے آگے نہیں اے سیر پوش
ایک بچہ ناراد حوی کا ہے وہ سیری پوش

دین سے دل کا رتہ ہے بڑا تھہرو پرستی میں
کہ دل حوط ہے اس مصحف کا آنکھیں خاطرہ حواں ہیں

سری آنکھوں کی کمپیٹ لے کھویا ہوش عالم کا
دوانوں کو کہے کیا کوئی متوالے ہیں مت والے

قیرے اندرو کی قیچ ہے باز ہیل
حسن کو لگتی ہے حوی لگتی ہے

حرف ا لدا

تجرو

’میر عبد اللہ‘ تجرو ساگرد ہزلت، راد گاہیں دکن

اسب و طبعس موحّد سخن۔

تھہرو رہ میں لطف ہے سو ملک کو خدر ہیں
حرشید کیا ہے اُس کی دلیک کو حیر ہیں

موتے ہمیں آدرو میں اس وقت آن پہنچو
تک تم کو دیکھہ ایں ہم حلدی سے جان پہنچو

بہ پائی خاک بھی داناں کی ہم لے لے اے ظالم
وہ ایک دم ہی ترے رو پرو ہوا سو ہوا
توے پاس عاشق کی عورت کہاں ہے
تکھے لے مروت مودب کہاں ہے
میں کور پر لوگ رکھتے ہیں گل کو
توئی دلبر دانی کی عیوب کہاں ہے
وہاں کھا دروں ناتواںی میں اپنی
مٹھے بات کہنے کی طاقت کہاں ہے

میرا جواب نام نہاں لکھ چکے پر اب تک
قاصد پہرا نہ لے کر وہاں سے جواب نام نہ

گئے مالے ترے برو داد مابلد حرس چپ رہا
انر دیکھتا توئی در داد میں دل ہم لے دس چپ رہا

دعویٰ کے سہر ما پر ساں میں کئی کب داند کو پہنچے
مگر وہاں اپنے داندوں کی حدا فریاد کو پہنچے

تھکیں

صلاح الدین تمکین' دھمورڈ ساہ جہان آباد بسو دی

برد و ریختہ را هموار می گردید —

ساقی ہو اور چمن ہو میدا ہو اور ہم ہوں
داراں ہو اور ہوا ہو سبزا ہو اور ہم ہوں

ایمان و دین سے تباراں کچھ کام نہیں ہے محفہ کو
ساقی ہو اور مے ہو ن فیما ہو اور ہم ہوں

حفا تو چاہئے اے سوح محفہ پہ یہاں تک کر
کہ سب کہیں محفہ رحمت تری وفا کے تئیں

دیکھنا ان ساہزادیوں کا دواے تباراں فہ چہوڑ
چاہتا ہے گر ہمیشہ دور دیدائی کے تئیں

جیوں برگ گل سے ہوا میں سدھم تہلک پڑے
اٹا ہو کہ برگ تاک سے یوں مے تہلک پڑے

مستقل کے بیچ سن کے مریے سور دل کا حال
بے اختیار سمج کے آنسو تہلک پڑے

اتیں ہوں بناں تباراں حیوں سمع رہاں مدری
ہاں تاب کے کہے کی ہوتی ہے گدھکاری

سدھج دو حب کو چلا چڑھکے گدھے پر یارو
دور نہیں طالم نہیں عمل کی کوتاہی ہے

کھتا تھا ایک حق سو تیرے ہم میں خاچکا
دو تو مجھ کو خاک میں طالم ملا چکا

گلی میں اپنی روتا دیکھہ مجھ کو رہ لگا کہلے
کہ کچھ حاصل نہیں ہونے کا ساری عمر رو دیتا

دواں فلک پہ نعمت الوان ہے کہاں
حالی ہے مہرو ماہ کے دوسو دہاں

اس دل مریض عشق کو آزاد ہے دیلا
چنگا ہو تو ستم ہے یہ دیہار ہے دیلا

حواآت

میر سیر علی حواآت دل بسیمہ سہی قداں و
رندانی حسن دیکو ظلمتیں دوں و تحصیل کتب صد اولہ
بہود شعر را کم می گفت و اگر می گفت کہتر می
حوانک چہ مطہج بطرش اکبر این بود کہ شعر می ناید
آمد ہی باشد نہ آورد ہی - بتقدیر اکثر ہا ملاقات سی کرد،
سالے چلک دیں پیس ار دار الکلامت رحمت اقامت نہ کن
کسمہ و بار درحالی اطلاع فہ گردید —

لے حرد حو ہوا اتنا تو دیکھہ کے مے حانہ
حیراں میں ہوں کیوں کر پیوے گا تو پیچا نہ

دستگیر کے کرے سے کرتا ہے حوٹوں دونا

دیکھا دھوں اے حواآت آتھہ سا کوئی دیوانا

دماغ گل پڑیشاں ان ترے دالوں سے ہوتا ہے

نہ کر انہا دھوں اے لمیل تو فریاد و دعاں چب رہا

نہ اے چھوٹے کی کس طرح نہ دیر میں رہیے

بہار آئی ہے کیوں کر حانہ دستگیر میں رہیے

حسن اور عشق کو حس دور کہ ایسا نہ کیا
مہکوا دیوانہ کہا تھکو پڑی را نہ کیا

— * —

حرف النہا

ثاقب

سہا ب الدیں ثاقب طبع صائب و ذہن ثاقب دارد —

ثاقب کی بے حس اور دہلے آ کے بوجھا
یہ کون سر گیا ہے کس کا ہے یہ حمارہ

قتل کا کس کے ہے اب قصد تہوارے من میں
کیوں رکھائے ہو مہاں ساں پہ تلوار کے تئیں

چوہں کر دل کے تئیں درپے ایذا ہوے
یار کیٹھٹے کس ایسے ہی دل آزار کے تئیں

— * —

حرف الجیم

میاں جگن

مہاں جگن حالہ رادۂ شرادیم حان است و راہ و

مومش ہندوستان، اردو سب —

سفیر و آریز و دیف جھاب را دستہ ہائے اہل سپہ سالار
 ہم نے آنا کیا جائے دیراں میراں : ہر مرگاہ سے ہوا سدا دیاں میراں
 حرب ، دودھا ہے ہر عشق میں رسوائی کا
 مستعد ہی سے ہوں اس دل کی میں دانائی کا
 دل لغروں میں سے ایسا نہ ہونکہ سکن تھوہ سے کو
 میں دوا ہوں ان آنکھوں کی سدا سائی کا
 کیوں نہ ہر دے دل ہمارا ہائے خون اس رسک سے
 اُن لبوں سے مرگ پاں ہوں ہمہراں اب ہو گیا
 یہاں نلک آنکھیں سری روئیں کہ ایک آسو نہیں
 بے طرح قارح ان کا حاساں اب ہو گیا
 ہمار آئی ہے حب سے ہر کر کر گلستاں اپنا
 قفس میں ہاں نلک کس طرح دنتی ہے حاساں اپنا
 یہ کہہ کر باغ سے رحمت ہوئی نلک کہ یا قفس
 لکھا یوں تھا کہ فصل گل میں چھوڑیں آسیناں اپنا
 کچھ کوئی جو نلک دیکھہ گل کوئی سدا پاتے ہیں
 مجھے نے اختیار اُس وقت یاد آنا ہے حاساں اپنا
 حاساں ہوتا ہوں میں ار بس نہیں تعمیر کو سکتا
 مجھے لگتا ہے جس جس طرح سے پیدار سکن میرا
 ہر ہوا دارا ہوں سنگ آستاں قمرے کو دیکھہ
 طور کا کرتے ہے حاساں جس طرح موسیٰ ادب
 بے ہوسہ حضور موسیٰ از ظہور تھائی ہوں نہ از

کیا اُس کے میداناں کو اس اند کی پروا ہے
گر بے سستی، محنتوں کے در دامن صکرا ہے

سہگ طہلاں دیکھ کر کھاتے ہمیں دولایہ قہس
دہ دوانا کس طرح کھا تا ہے پتھر وا چھوڑے

— * —

حرفِ ادا

حزین

صاحبِ تلاشِ معنی رنگبہنِ مہرِ معتمدِ ناقہِ حزین
طبعِ رسا و فکرِ والا داست و درِ ملکِ ستارِوریِ عالمِ سامی
می ادراست - عنچہ استعدادش از نسیمِ انعامِ میرزا
مظہرِ سگندہ - چہا بچہ گوید —

اے حزینِ شکر کہ ہے مصحفِ اردابِ حنوں
فیض سے حصرِ مظہر کے یہ دیوانِ میرزا
سارے چند رہیں پیمش شاہِ جہاں آبادِ جلدِ نئیاد را
وداعِ گفتمہ دارِ گلشنِ ملکاۃِ سامانِ دلیلِ ہزارِ داستانِ معہ
سرائی می کرد ' دریں ولا از میرزا مظہرِ مسعودِ شد
کہ لشکرِ عشقِ رعنا حواے درِ شہرِ ستارِ دامنِ تاراج
آوردہ ستاعِ صبر و سکیم را دلتاں بردہ درِ ہرجی

اُس پر نہیں ہوا ہے یہ دل مددلا عیب
ناصح تک اُس کو دیکھہ مہجے سب سنا عیب

وہ نکالا سست ہے اس جسم گریباں کا علاج
مے سے ہوتا ہے چھار مے درستاں کا علاج

سمجھ دیا کر پھرتے ہیں یہ حامد دیباں کس طرح
اُن سنی لائقے نہ سہرا رستمیٰ جاں کس طرح

دیکھوئے مٹوں اس کے کب آدمی تھوں ایسی صورتیں
دیکھکر بھکر نہ ہو آئندہ حیدراں کس طرح

کیا دیامد ہے جو لے اے کو بھٹانہ چھتا
صدر کر دیتے حوریں وہ ماہ کدعاں کس طرح

رحم پُر دل کے مرے ناصح نہ تو مرہم لگا
حوش نہیں آتا ہے مہکو درد حوریاں کا علاج

گئیں یوں مستی سب اس کی دریاں
ہوا کس نے کسی سے ہائے و رھاہ

کریں کیونکر نہ ہم مستوں کا ماتم
کہاں ملتے ہیں اے وں کے استعاذ

عشق کے وں میں تھکے ناقص کہیں گے اہل درد
کوئی ہوتا ہے حزیں ہم سے ہراساں العیاذ

کو بھکن کی مستی اُحر تھکے لگ گئیں
جاں مٹوں کی سیریں لے جا آحو کے نکمیں سر چہر کر

نہیں دھلے کے آحو بکھ سے حوریاں آسنا ہوگو
اتھوں پر پھول کراے دل نہ ہو بکھ سے جدا ہوگو

مشاہدہ طور (ن*) بسط اس قصہ اور فرط سیوع اور
سبحہ کہ حیلے دایکار و اختصارہں کو شہید شدہ مدد
وہ اوزار و من ادعی و جلیہ السند

سر نوادیں گر تواضع سے دتیاں کچھہ عیب نہیں
ساج گل ہے اس ناکت ساتھ سردایا ادب

نروں سے حیوں آنکیت منہ حارے کریں ہیں اس طر
دیکھکر حق کی تعلی مردم بیلا اور

یہ آہو رام تھے معنوں کے سب لہلی کی خاطر سے
وگر نہ ان پوری رانوں کو پروانے سے کیا بدست

ہم کمر یار کی سمتے ہی رہے ہیں لید
ہر گز اس باب کا ہوتا نہیں ہم پر ائبا

موی رنگیں کلامی کا ہے وہ گل پورہں دانت
کہ ہووے دلہلوں کی خوش صفیری کا چہں دانت

کوئی ہونا ہے سنگ سیدہ حسرو سے رقیدوں
ہوا ناحی ہلاک ابے کا آپی کوہکن دانت

جو ہوا ہے کسو سے اس سب سے وشت آتی ہے
موی صفرا سیدی کا ہے مہرا من ہرن دانت

حریں ان شعلہ رحساروں سے حی کو مہا اکاھو
ہوئی آدر کو پروانے کے حیلے کی لگن دانت

ایک ہم سے بات نہیں سکتی نکل آفسو پتھر
دل ہمارا ہو گیا ہے عم سے اب یہاں تک رقیق

نہ حایے کسی طرف حانا رہا حوٹاں سستی مل کر
بہوں ملتا ہے ، سکو مدتوں سیتی سراج دل

دل نے کے اپنا کیوں عیب امسوس اب کوانا ہے دل
حانا رہا حب ہانہہ سے پھر ہانہہ کب آتا ہے دل

آتا ہے سو بہار لہرکتا ہے حتی صرا
پھر شور و سر کرے گا وہ حانہ حواب دل

عم ے لدا ہے گھیر مچھ یہاں نلک کہ اب
دیتا ہے ساہدہ دینے سے مچھو حواب دل

ملے کے دن دو اسک نکلتے ہیں کچھ نہ پوچھہ
نکلے ہے دیکھنے کو ترے ہو کے آب دل

آثار دیکھ کر کے چمن کے حزاں کے بیج
کیوں کر کرے نہ ہائے حوس اصطراب دل

رحم آتا ہے ہمیں اس مشیت حاگ اپنی پد ہائے
حب و دوسوں کی ہوا میں یوں ہوئے دوداں ہم

کچھ نہ آخر چل سکا ہائے ان روبروستوں سستی
لے گئے یہ دل کے آئیں کرتے رہے دریاد ہم

گہا سن ہوش محبتوں کا سرے دوانہ یں کے آئیں
بصر سر پھوڑنا اور کچھ نہ سوچھا کوہکن کے آئیں

میں دیکھوں کیوں کر اس دریائے حوٹی کے دھن کے نہیں
گیا حتی دوب میڈا دیکھہ اُس چاہ دتن کے نڈیں

نہ ہوائے دامنوں بلبل کو مایہ دل کے ملیے سے
بہمن دھن کی گٹھن میں بہار آہو سدا ہرگز

سرا پائی نہ آخر چاہیے کی ہم نہ کہتے تھے
کہ اں حوہاں سے اے دل حی ہو اپنا صب لگا ہرگز

ہمارے واسطے کس کس طرح کے رنج کھہچے ہیں
حقوں اس دل کے مکھ سے ہو نہوں سکے ادا ہرگز

دل کو کٹی دھلوں سے تھی دامنوں میں حائے کی ہوس
حیف اب کے بھی نہ نکلی اس دوانے کی ہوس

حور رو شاید مرا پائے ہیں اے حور سے
اس قدر حو ان کو ہوئی ہے سناے کی ہوس

حس قدر چاہے سہیں اپنی دعا میں کد عروج
مکھ سستی ہرگز نہ ہوے کا ودا میں انحطاط

گوارا ہو گیا دل پر ہمارے حور یار آخر
بہمن درد و الم سے آگئی صدمت در آخر

اپنی جدا حور لے اس کی جدا حور لے
یہ ایک دل دوانا کس کس کی حو حور لے

بے حور رہتے ہیں حو کوئی عشق کی ادب سہی
وہ نہیں دکھتے مرے سے رہائی کے اطلاع

کیوں کہ ہو مکھ تسلی حان وعدوں سے ترے
حور رکھتا ہے مرا دل ، دل سے تیرے اطلاع

عشق کی گری سے صعب آتا ہے مکھواں دہوں
ہو گیا یہ درد دل آخر مرا دود دماغ

دندیلر سور عشق میں جا ہی رہیں ہے پیس
مرے بغیر کچھ نہ بنا کو ہنسنے

آتے ہی دو بہار نہ حائے کرے گا کیا
دہاتا ہوں اسے دل کے میں دیوانہ پن سنیں

آدرشیں عسی کی ہولے نہ دیکھیں سو درآ
کوہن بھی سر پتک کر مہر رہا آخر وہیں

لوگ کہتے ہیں ہمیں اس دل کے سمجھائے کے نہیں
کیوں کہ سمجھاویں کہو ایسے درائے کے نہیں

ہو رہا ہے درد و غم سے عشق کے ار دس حقا
مسعد بیتھا ہے ہو کے حلی نکل حائے کے نہیں

آوے نہ کیوں کہ رشک سے درگ پاں سستی
ایسا ہے کہا مرا وہ سخن کے لہاں سستی

دیا ناکہ سے حلی فرہاں ہے یوں کہانے یا قسمت
لکھا تھا یہ کہ شیریں سے ملیں گے ہم فیامت کو

بے طرح دیوانگی پر عسی میں آیا ہے دل
دیکھئے اب رنک گئی میری کا کیا اسلوب ہو

حال اے قاصد مرا جو کچھ کہ نہ دانا ہے دیکھ
اس طرح سے اس سے مت کہیو کہ وہ معذوب ہو

نام پڑ ان خوب رویوں کے فدا کرتا ہے حان
کیوں نہ ان طرحوں سے معذوب دل مرا معذوب ہو

کیوں کہ حاضر حواہ دل کے درد کی تقریر ہو
کب یہ سبھی لفظ میں آئے ہیں کیا تحریر ہو

حریں سب دکھ مرے دس پر گوارا ہو گئے لیکن
 نہیں جانتا ہے دیکھا داس عیروں کے سخن کے نہیں

کس کس طرح کی ایذا پہنچی ہے محکو تم سے
 میں سر گہا ہوں اے دل قندے دارانہ پن میں

باصبح نہ اس طرح کی باتیں مجھے سناوے
 دیکھے آگے سخن کو آکر مرے نہیں میں

اس بے وفا کے عشق سے کچھ محکو حس نہیں
 پانوں ناک بھی ہاے مجھے دسترس نہیں

بیراں ہوا حراں سے چمن یاں تِلک کہ ہم
 چاہیں کہ حل مرے تو کہیں خار و حس نہیں

کچھ کہا شاید ان کے قاصد سے
 دل پٹ میرے وہ اضطراب نہیں

ہ لوگ بے سمجھ تھے کیا کیا کہیں گے خان
 تلی بھی میرے حور پر بادشاہ اب نہیں

ان رتاں کے دیکھنے کا حق کوئی سائل نہیں
 رد گاس کا اُسے والدہ کچھ حاصل نہیں

وقت مہن شہریں کے آخر حق کو اپنے دے چکا
 حق کے دس میں کوئی ورہانہ سا کامل نہیں

بے وفائی دیکھ کر ان خوش نگاہوں کی حریں
 اب کسویں اس طرح ملے گا میوا دل نہیں

اب کہوں کہ نہ آوے محکو میرا گلستاں
 ک دس سمجھ سے نہ گزرا جب سے چھوڑا آسیاں

ہر نصیحت میں قہری ماسوں کا اے ماصح پر ایک
دلبروں کے دیکھتے میں حی مرا ناچار ہے

یاں تلک ان خوب رویوں نے ستایا ہے کہ اب
دنگائی سیتی اپنی حی مرا بدوار ہے

دروا نگی کو اپنی مرنے تلک نبھایا
ملتے کہاں ہیں کامل معنوں سے من کے اپنے

فہمیں چھوڑتا ہے یہ دل جو بوں ستی موزیں
سارے ہوئے ہیں ہم تو اس مانگہن کے اپنے

میں ان دونوں کے ملنے نہ جو اپنے دمع کھینچوں ہوں
بہنوں بقصیر کچھ ان کی محبت یہ دل ستاتا ہے

بہنیں کچھ حاتمے حر سہد رو قدر اس دوالے کی
اسوں پر ہائے دل کس کس طرح سے حی حلالتا ہے

نہ کی کچھ دکر تم نے اپنے وعدوں کے وفاؤں کی
بھلی تم نے خبر لی جان ایسے آسناؤں کی

میں چاہتا ہوں عشق چھناؤں پہ کیا کروں
دسوا کریں ہیں حاق میں یہ جسم تر معہ

سب آرزوئیں دل کی تھکانے لگیں حریں
کر قتل کر چکے وہ سپاہی پسر معہ

نہ پائے ہم نے حوٹاں دوست اپنے آسناؤں کے
مبٹ ہم عمر کھوئے عشق میں ان بے وفاؤں کے

لڑکے مار نہیں کیوں کر حلادیں حی ہر اک حی پر
ہوتے ہیں پیت مارک مراح ان میرداؤں کے

جے طرح ہم مبتلا پاتے ہیں حو داں کا اُھ
دیکھیے اب اس دوائے دل کی کیا تدبیر ہو

زندگی اور موت ایک حارے تھکانے سب حزیں
عشق میں دھندا حواسوں کے سروں گر پیو ہو

اس طرح سینے کو کھلایا بھیں روز سیاہ
کیا کیا تھا سادورے کا ہاے ہم ایسا گلاہ

اشک داغیں کیوں رواں ہوتے مری آنکھوں ستنی
گر وہ پتلی گل رحوں کی اے حرس مجھ پر نگاہ

وہ آئی اس کے مرنے پر بھی سیریں حوے شیر اور
یہ حسرت ہی میں اپنے اب ملک فرہاد دکھتا ہے

کچھہ کتے ہنر میں کچھہ وصل میں گریباں کرے
کیا مری عمر کے اوقات پر نشان کرے

سان، مٹھوں کی کسو گئی وہ دھی نظروں میں
حیل آہو میں حو ہم چاک گریباں کرے

حوں کے ہر د و ہم نے کیا ناتواں مجھے
یاں تک کہ مو بھی تن پہ ہوے بھیں گراں مجھے

اں دلبروں کو دیکھہ دل ایسا گیا کہ ہاے
ملتا نہیں ہے اس کا کہیں اب دساں مجھے

یوں تونے مٹھو حان یکا یکا بھلا دیا
تیری وفا پہ ہاے نہ تھا یہ گماں مجھے

کیوں کر کروں جفا کی سکایت میں اس ستنی
کرتا ہے وہ وفا میں کبھو امتحان مجھے

نوبت سورج سے آئی ہے دہار اب
 حیر لے اپنی ہو اے دل دواے
 جو کچھ سلوک کہہ کرتا ہے اب گریہاں سے
 نہ نہا یہ ہااہہ مرا اس قدر کدو کستاج
 سو دہار آئی حرس کدا کو بجئے اب دل کی دھیر
 بے طرح معکو نظر آئی ہے دیوانے کی طرح
 کون دے گا دیکھ اس منہ کو دل معکوں کی داد
 لے نہیں دے کے معشر میں ہی اس کے حوں کی داد
 کوہ و صبرا میں پڑے دریاہ کر کر مرے گئے
 کچھ نہ دی اس چرخے فرہاد اور معنوں کی داد
 مہر و بے مہری تمہاری ہم سے کھتے ہیں سخن
 جی میں جہنگ اور مدد یہ صلح سماپاں اعداد
 ایک دن دریا لے دیکھا نہا مرے دریا کا حوس
 دور و شب ہوا ہے فیرب سے نہ و بالا ہنور
 گر پڑے نظروں ستمی فرہاد اور معنوں کی سان
 دس محبت میں اگر ہم اپنے تم کھالے کے عرض
 جس طرح ہوتا ہے بے رواق چراغ ماہتاب
 درد در مجلس میں حوناں کی نظر آئی ہے شمع
 کھل گیا تھا مرگ سے معنوں کی لب کا چراغ
 دایع لے مرے کہا روشن محبت کا چراغ
 متصل دریاہ کو کب کر سکے ہے سر دریاہ
 کوہ ہو سکتا نہیں داپاے بالان کا حریف

نہیں کہتا کوئی سوجھا کے ہاے اُن حو در دیوں سے
یہ کیوں کر ہوئے ہیں گئے دشمن اے مبتلاؤں کے

دامِ العیت کی دھائی حوش نہیں آتی مجھ
ایک دم تجھ سے حدائی حوش نہیں آتی مجھ

روزِ باراں کیوں نہ اے راہد گہوں سے کو حلال
اس قدر بھی پار سائی حوش نہیں آتی مجھ

بھا ہے درمیاں ان کے تجھے دعویٰ حدائی کا
سکھ والدہ دمدے ہیں بتمان حوس کھر تیرے

پسینچا بھی تہ گرمی سے تری پمھر سا دل اُس کا
نہ کر سوراں قدر اے آہ بس دیکھے۔ اور میرے

وفا میرا اگر حورو حقا تجھ کو نہ سکھلاتا
تو کیا آرام سے یہ رقد گاسی ہاے کت حاسی

یہ حسد کو ہکے سے سر چڑے کو کیونکہ تر ساتا
اگر شیریں تک اک دھر امتحان کو کام فرماتی

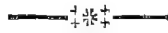
حزین میں درد دل کا کس طرح ظاہر کروں تجھ سے
مجھے کہتا ہے۔ تیری بات مجھ کو حوش نہیں آتی

راحب کو اے دل کی نہ پاؤں گا ایک دم
حب تک کہ میرے ساتھ یہ حادثہ جواب ہے

مجھ کہتا ہے تیرا دل کہاں ہے
دھامت سوج میرا بد گماں ہے

حزاں آتے ہی اب دیکھے گا آخر
نہ بلبل ہے نہ گل نے آشیاں ہے

دشمن حالی و فرائح حوصلگی ریست می کرد و دوست
حال می گزراشت۔ دیوانش بقیہ سیر کرد و چشمے آب
داده حقا کہ دران تلاش معنی تازه کرده و القاط رنگین
دروے کار آورده۔ اچھان ریخته ہم می گشت اراں حملہ اسب -
بھار آئی درانے کی حیر لو اگر رخصت کرنا ہے تو کو لو



حاتم

اسرار معلیٰ را ملہم مصدق حاتم ' حاتم ' پو بخود
می حید و سہہ مستادہ را می درد۔ راد نو مش
سالہ دہاں آداد است و طبع صیر فیشر نقد و قلب
سکن را نقد —

نظر آقا تھا دیکری سا کھا پو دین شیروں کو
دہ حاتم مہن کہ یہ قصاص کا رکھتا ہے دل گردا

گر عدد سیزی بدی کرتا ہے خاص و عام میں
میں اسے رسوا کروں گا ناندہ کر دیواں کے بیچ

سکن ے یاد کر نامہ لکھا اور ہم رہے عافل
بھا ہے معدرت لکھا ہمیں کاغذ حطائی پو

ایک دن ہاتھ لگایا تھا تیرے دامن کو
اب ملک سہ ہے خجالت سے گردنہاں کے بیچ

خرد سالوں میں قہاس ہے اُتک جیوں ساح گُل
کیوں نہ داوے حق کی آنکھوں میں کھٹک جیوں ساح گُل

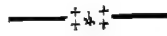
ہات اس کا بسکہ ناک ہے نہیں لاتا ہے تاب
تورے میں گُل کے حانا ہے لچک جیوں ساح گُل

قرض لہوے کی قصا او ہو شہدوں سے ترے
تب کرے گی حسد میں رنگیں قہاس کا چس

دیکھ کر گاش میں تچکو خان گز حانا ہے سرو
یہ اُتک قد کی ترے ساری کہاں پاتا ہے سرو

کچھ بہیں اس کو رعایت ساں معنوتی کی ہے
اس قدر کیوں ذمہ یوں کو سر یہ نہ لاتا ہے سرو

کچھ محبت میں بہیں عاشق بچاروں کا گدا
دل کی گردن پر ہے سب ان دکھ کے ساروں کا گدا



حشمت

مکتہ سنج والا طورت سہک مستحکم علی حان
'حشمت' مرد سداہی دیسے درست اندیسہ بود۔ گوہر اصلش
از مدحسان است و لعل رنگیں خیالیں نہایت (ن:*)
وحسان، سخنش دل پستد است و فکرش بلند۔ نکال

حکومت

سپید معرکہ جرأت محمد علی حسرت سلطنت
میدان سخن بود و تفسیر دلمرو معنی دسہ شیر زبان
می بود آخر در حدال و مذاقہ قطب الدس حان
روح دار مراد آباد دا پسران علی محمد حان رہیلہ سرب
شہادت چشید و حا در سہر حاسوسان گردی —

حب آ حراں چمن مہن ہوئی آسا ے گل
تب عدلیہ رو کے پکاری کہ ہا ے گل
خط نے قرا حسن سب اڑا یہ سدر قدم کہاں سے آیا

— * —

حسین

میر محمد حسن 'حسن' گلہاے معانی ار وکرت
مرزا رفیع سودا دستہ دستہ در شاہکھاں آباد چمن
دلداد سکونت دارد —

لگتا ہے آج محکو یہ سارا جہاں حراں
شاید کہ مرگیا ہے کوئی جاہاں حراں

باتل اگر کہے کہ سسکنا ہی چھوڑو
حدود نو ایک دم کے آئے ملہ نہ موزو

— * —

منال بکھر ہو دین مارا تھا لیا ہے حق نے اس جگ سے کدارا
 آزاد کو تھلا ہے دھندا جہاں میں ملتا
 ہینکا لدا سداں میں حق نے لباس رنگا

نال کیسی طرح چاہے رہا کہ بالا دے ، بھٹے
 مدعی آخر کو اپنے درد میں آپی گدا
 آب حیاتا کا کسے لے پیا نو کھا
 مامد حضور جگ میں اکہلا چپا تو کھا
 ہنر میں زندگی سے سرگ بھلی
 کہ کہیں سب جہاں وصال ہوا
 مبتلا آتشک میں ہوں اس میں
 آگے آیا سرے کیا میدا
 لہا اس گلبیدن کا ہم نے بوسہ
 نو کیا چوما رتھوں نے ہمارا

ان دنوں میں دیکھکو محکو اپہرے ہوں رقیب
 پست ہے ان کا بھرا کل پرسوں مرتے ہیں رقیب

حاصے سخن کا ملنا سن سکھ ہے عاشقوں کا
 گارہ رقیب سارے مرتے ہیں ہاتھ ملسل

مارا ہے سداں دل لے دکھا مجکو رنگ سرح
 تعریف مجھہ مواد کا لارم ہے سداں سرح

انداز وہی سمجھے مرے دل کی آہ کا
زحمت جو گئی ہوا ہو کسر کی نگاہ کا

دلوں شمع روتے روتے ہی گری تمام عمر
تو بھی تو درد داغ دل اپنی نہ دھو سکا

دل اُس مرے سے رکھو نہ تو چشم راستی
اے بے خبر برا ہے یہ درخشاں سناہ کا

سناہ و کدوا سے اپنے دُشمن کلم کچھ نہیں
بے تاج کی ہوس نہ ارادہ کلاہ کا

مرگن تر ہوں یا زگ تاج دریدہ ہوں
جو کچھ کہو سو ہوں۔ عرص آفت رسیدہ ہوں

کیونچے ہے درد آپ کو پہری فروتنی
اُبتادہ ہوں یہ ساری تہ کسیدہ ہوں

ہو سام مثل سام ہوں میں تیرے درگاز
ہو صبح مثل صبح گریناں دریدہ ہوں

یہ چاہتی ہے اب تمش دل کہ دعویٰ مرگ
گنج مزار میں دہی نہ میں آرمندہ ہوں

اے درد جا چکا ہے مرا کام ضبط سے
ہوں عمدہ تو طرہ اشک چکیدہ ہوں

نہ ملے پیار سے نہ دل کو کب آرام ہوتا ہے
رنگر ملے۔ دو مشکل ہے کہ وہ نہ نام ہوتا ہے

مثل عاشق کسی معسوق سے کچھ درد نہ تھا
د ترے عہد سے۔ آگے تو یہ دستور نہ تھا

کدھو خوش دہی کیا ہے حسی کسی رند حرا بی کا
بھڑا دے منہ سے منہ سا قی ہمارا اور گلا ہی کا

جگ مہن کوئی نہ تک ہنسا ہوگا کہ نہ ہنسنے میں رو دیا ہو
دیکھتے تم سے اب کے حسی میرا نہ بچے کا بچے کا کہا ہو
قتل سے پہلے وہ حو بار رہا کسی دم حو نے کیا کہا ہو
دل تو اے درد قطرہ حوں تھا آنسوؤں میں کہی گرا ہو

اہل دما کو نام سے ہندی کے رنگ ہے
اوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے

دلک پر کون کہتا ہے گزر آہ سحر کرنا
کہاں حو چاہے وہاں حو پر کسو دل میں اثر کرنا

عاسق نے دل ترا یہاں تک تو حسی سے سیو تھا
رندگی کا اس کو حو دم تھا دم شمسیر تھا

حرص کردانی ہے روند نارباں سمب رند یہاں
اپنے اپنے نورئیے پر حو گدا تھا سہر تھا

شوخی کعبے ہو کے پہنچا ہم کدست دل میں ہو
درد ملول ایک تیری نک راہ کا ہی پھہر تھا

میں جاتا ہوں دل کو ترے پاس چہرے
مری یاد تجھ کو دلاتا رہے گا
حفا ہو کے اے درد مر تو چلا تو
کہاں تک تم اپنا چھپاتا رہے گا

پھرتے تو ہو دہائے سنج ایسی حلقہ تدر
 انگ حارے دیکھو وہ کسی کی نظر کہیں
 پوچھا میں درد سے کہ دتا تو سہی مٹھے
 اے حاسماں حواسِ ترا بھی ہے گھر کہیں
 کہنے لگا مہاں معین پتیر کو
 آرام ہے کیا کہ ایک ہی جا ہوے ہر کہیں
 دروہس ہر کھکا کہ سب آند سرائے اوست
 بولے سدا دھوں ہے یہ مصرع مگر کہیں

مسرت ہوں پتیر مہاں کیا مٹکو فرماتے ہو تم
 دے دوسرے دم کروں یا دست دوسری - سدا

نال دیدا اس کو ہر طرح حویر قندلہ سدا
 پھر مٹھے ہر پھر کے آرہا اُسی کے روبرو

ربط ہے بار دہاں کو تو سری جان کے سادھہ
 حی ہے وابستہ مرا اُن کی ہر اک آن کے سادھہ

گر مسیحا کسی ہے یہی مطرب تو حدر
 حی ہی جاتے ہیں چلے ہماری ہر اک تہاں کے سادھہ

حی کی حی مہوں رہی کچھ داب دہ ہونے پٹائی
 ایک بھی اُس سے ملاقات نہ ہوئے دائی

دیک وادیک تو ہوئی دور سے میری اُس کی
 پس میں چاہا تھا جو وہ داب نہ ہوئے پٹائی

اُٹھ چلے شینج حو ہم مجلس دہاں سے شہناہ
 ہم سے کچھ خوب مذاکرات نہ ہوئے دائی

رات معطل مہوں ترے حسن کے شعلے کے حضور
سپہج کے منہ پہ جو دیکھا تو کہیں نور وہ تھا

معتدب سنگ حما سے توڑے سے حالے میں
کون سا دل تھا کہ سدسے کی طرح چور نہ تھا

بارحودے کہ پرو نال بھیں آدم کے
وہاں تو پہنچا کہ ورشتے کا بھی مستور نہ تھا

یار نے درد سے ملے کا برا کیوں ماں
اُس کو کچھ اور دُسر درد کے منظور نہ تھا

ہم تھکے سے کس ہوس کی فلک حسرتوں کریں
دل ہی نہیں رہا ہے جو کچھ آرزو کریں

مست حائیں ایک دم میں ہم کثرت نمائیاں
گو آئندے کے سامنے ہم آ کے ہو کریں

تر دامنی پہ شہج ہمارے نہ جا ابھی
دامن بچوڑ دیں تو فرستے رسو کریں

ہے اپنی یہ صلاح کہ سب راہدان شہر
اے درد آ کے دیعت دست سنبو کریں

اُن نے کیا جو یاد معصی بھول کر کہیں
پاتا نہیں ہوں تم سے میں اپنی حذر کہیں
آجائے ایسے حیلے سے اپنا تو حی بتنگ
حیبتا رہے گا کب نلک اے حصر سرکہیں
مروت نلک جہاں میں ہتھستے پھرا کیے
حی میں ہے حوب روئیے اب دیکھ کر کہیں

مہ موب کی نسا اے درد ہر گھڑی کر
دیا کو دیکھ تو دہی تو تو انہی حواں ہے

کب برا دسوانہ آوے قید میں تدنیر سے
دھوں صدا نکلا ہی چاہے خالہ رہے

درد اے حال سے تھکے آگاہ کیا کرے
حو سانس بھی نہ لے سکے سو آہ کا کرے

مردو دگی ہے رشتہ سمنج کا حصول
دل میں کسو کے آہ کوئی راہ کیا کرے

دل دے چکا ہوں اس بے کابر کے ہانہہ میں
اب میرے حق میں دیکھئے اللہ کیا کرے

دل! ویسے ستمگار سے اظہار محبت
ایسا کہیں پھر دیکھو رہا رہا ہووے

دیکھ لوں گا میں اے دیکھئے سوتے سوتے
یا نکل جائے گا ہی نالے کے کرتے کرتے

درد ہیوں نفس قدم تھا سر راہ پر اس کے
ست کیا اوروں کے پانوں دے دھرتے دھرتے

اے ننگوں پہ حو کچھ چاہو سو پیدا کرو
وہ نہ آجائے کہیں حی میں کہ آراں کرو

یا رب نہیں کیا حرام راہ جس نے ایک آن میں
کھیتے ہی مردے حشر سے آگے چلا دے

سوج میں ہوں یہ وہی نالے کیے جانا ہوں
سرتے مرتے بھی ترے عم کو لیتے جاتا ہوں

حسی مہوں مرکوز حوتھی آت کی حد بندی
 سو تو اے وحدۂ احاطہ نہ ہوے پائے
 اے نور نظر ترا تصور نہا بدس قدم حد ہر گئے ہم
 کوہ کن سے نہ بول اے پر ویز
 اُس کے بسے کی سہاں ریاں ہے نہر
 ساقی اب سب پکارے ہند گئے
 دیرے ہاتھ توں ستی پر پر پر

ہے غلط گر گماں میں کچھ ہے
 بچہ سوا نہی جہاں میں کچھ ہے
 دل ے تیرے ہو رنگ سیکھا ہے
 آن میں کچھ ہے آن میں کچھ ہے
 درد کا حال کچھ نہ بوجھو تم
 وہی دوتا ہے ست وہی عم ہے

غنیمت ہے یہ دید را دند ساراں
 جہاں آنکھ مد گئی نہ میں ہوں نہ تو ہے

اے کل تو رح داندا آہاڑں میں آسہاں
 کلجیں تھے نہ دیکھ سکے داعباں مچھے

آنکھوں کی راہ میری اب دون ہی رواں ہے
 جو کچھ ہے دل میں میرے مدہ پر مرے عیاں ہے

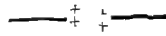
آہوں کی کشمکش دیکھو کہیں نہ تو تے
 نار نفس سے گویا واسدہ میری جاں ہے

عقل اور ہوس گھیا دکھنے کے عسری کی روح
ایک دل از کے رہا عسقی کے میدان کے بیچ

یہ وہ آنکھیں تھیں جو دریا سنی لیتی تھیں حراح
اب تو ہم بھی نہیں ان دندہ گریاں کے بیچ

سامنے ہوئے ہی دھڑ دھڑ دھڑ دھڑ دل کی
دست گدا نوک سداں پر صف مرگان کے بیچ

رحم دل ہوئے دے دیا سور نہ کر اُس کا علاج
درد میں جو کہ مرا ہے نہیں درماں کے بیچ



دارد مند

دلش معنی را نخلستان محمد فقیہ دارد مند سمع
ادراکس بر کردہ تھیلی کدو میزرا مطہر است - دیوانہ درداں
فارسی جمع کردہ درداں دلاس معنی رنگیں و الفاظ درد
آگین سودہ داد سخن گسگری دادہ از چلدے رحب اقامت
دہ دہالہ کسیدہ صاحب دس با ناظم استا کوک گر دیدہ در استا
توسع حال سر می درد —

ہے ہم سے رقیبوں کے مرا دل داسان
اُس کے دھوکے سے حائے ہیں عسں بھان

پرویر کے سیمہ حائے عشرت پر
سنگ آیا سحت و لہک آیا درھا د

جگ میں آکر اُدھر اُدھر دیکھا دو ہی آبا بطر حدھر در

نے حادثہ حیا ہے نہ ہے نہ ہمتوں کا گھر
رہنا ہے کوں اس دل حادثہ حرات میں

درد اس جہاں کی نیک کر مہمت بطور سمع
پتھر دیکھنے کا نہیں تو اس عالم کو جواب ہو

حلوہ ہو ہر اک طرح کا ہر سان میں دیکھا
حو کچھ نہ سنا نہ تھہر میں سو انسان میں دیکھا

—§§—

داؤد

مرزا داؤد از بریت ریاستیں عرب امت —

راف دائر سے محکو سودا ہے حلق کہتی ہے محکو سودا

—§§—

دارد

کرم الہم حان دارد ہمسریہ رادۃ امیر حان اسعام است

سکھش حالی از چاشنی دارد بیست —

عشق کی آگ لگی ہے سہی اب حان کے یہ
سمع سا حل کے نہتوں کا ادھی ایک آن کے یہ

میں درانا ہوں ترا محکو نہ سار اے طالم
قتل محکوں کا پڑھا ہے کہاں فوآن کے نہ

رہی و وارستہ ملشی ہسر می نون و سمر را بطور
خود درس سہی گوید : —

دل میں ہو ایک کے سودا ہے خریداری کا
موسف مصر مگر تو ہی ہے اے یار عزیز

فہ چائے خون کو جس دور میرے اُس کو قاعدہ ہے
رگہ گردن سے مٹھی اُس کے خمک کر علاقہ ہے

—) * (—

حرف الدال

ڈھین

میر محمد مستعد ڈھوں از دوستان مولف نو ۔ در
عہن سہاب حوائی دساتر عالم حداب چید و بچہان
قدیم مائل گردید ۔

ہمارے دل کو مت آزار دے اے ناہیاں نا حق
جلا مہ آتس گل سے ہمارا آشیان نا حق

ہاے کیا کیجئے خو پہنچی بہن
کس تک اُس کے ہماری فریاد

ہو اگو کچھہ بار کے تشریف فرمانے میں دیر
تو کریں گا ہے کو اُس دہوا سے دم جالے میں دیر

کھسار میں جاگرا ہے ناحق کے تئیں
 پرویز سے جا بھڑا ہے ناحق کے تئیں

کوئی تکر پہاڑ سے لیٹا ہے
 مرہاد کا سر بھرا ہے ناحق کے تئیں
 ایسی جلد نیت ار سادی ناسۂ اوسب —

پڑی اس کی حدودی کی ار فسکہ دھوم
 لہا ہاتھم قدر کا صانع نے حوم
 ارے ساقی اے حنا فصل بہار یہی دھا ہمارا دھرا قرار
 دھارے سرے کی یہ فصل تھی دھاموش کرے کی یہ فصل تھی

قدری خان کی سوں عظمت ہوں مہوں
 سلیمتوں مہوں طالع قیامت ہوں مہوں
 مرا عقل میں کون ابھار ہے ارسطو مرا اک دوا سار ہے
 فلک چرخ مارے گا کر صد ہزار نہ لڑے گا محض سا کوئی دودکار
 نظر تو کرو تک چس کی طرف سگریے کو آنا ہے مستی سے کف
 چس میں دھرا ہے نسا یہاں دلاک
 کہ درگس کی حاتی ہے گردن دھلاک

—***—

داؤا

فصل علی داؤا ساگرد مضمون است گویند نہ آرادہ

وصلِ مہن ہے خود دھے اور بھکر میں دھتار ہے
 اس دوالے دل کو رسوا کس طرح سمجھاؤ
 ہر گلی کو گر پڑے شہیں مسکت ہو دیوار و در
 ابرِ رحمت ہے (رست) یا درستی ہے شراب
 آرام تو کہاں کہ تک اک سو کے چم رہو
 آنسو بھی نہیں رہے کہ لولا روکے چم رہو

— * —

حرف الزا

۵

ذکی

جعفر علی جان رکھی ار عمدۃ مصنف داران سرکا
 والا اسب و طبعس عاہت دکا، یکمال دعوائی و میڈرائو
 ریت سی کردہ حالبا از قوط پویشانی باسعتگی قسم
 می برد باقتضای موروئی طبعی سعہ ہر نان ریختہ
 ہم می گوید ۔

عشق میں صبر و قلماعب گرچہ کچھ مسئل نہیں
 ایک اُن کو ہے کہ جن کو دل ہے میرے دل نہیں

آئے دلی و بلبل بہار آئی ہے تک دل کھول دو
 چار دان صحبت عذمت جان کر ہنس بول دو

حفلوں کی اُن کے سامنے کچھ نہیں دیکھ کر سکتا
چھتے پھرتے نہ دیوانے ہو وہ دیکھ کر سکتا

کروں میں کیوں کہ اُس کے دوفرور سکڑا حقاؤں کا
حیا آتی ہے محکو میں نہیں تقریر کر سکتا

دائیں بھاری راست اُنہوں نے نہ حائیاں
کیا کیا نتوں کے حبس میں بھی نہیں بد گمانیاں

تھ دل دعا کی راہ سے وہ اطف وہ کرم
کیدھر گئیں دتاں کی ویسی مہر یا بیاں



حرفِ ابرا

رسوا

رسوا ہندو پسر حدید الایمان بود آخر ارجِ مرط
حلموں ورقِ عقل و حرد گرد انداز و سواد سودا بہم رسا
چوں کارش بر سواٹی کشید ہمار ترک ہستی دہا در
عین علموان حواسی تعلقہ رنجیر مرگ گرفتار شد

از دست —

تمس سے ورن گئے ہم اور چمن میں حائے نہیں
اُڑیں تو پر نہیں دکھتے چاہیں تر پائے نہیں

حرفا السببی

سودا

نکتہ داں نے ہمتا مدررا محکوم رفیع سودا مردے
اسب سنا ہی پیسہ و درست اندیسہ حقا کہ رہیہ
سعرش عالی است و سخن درد ستادہ اہں حالی
امروز در مہدان گندگو گویے سہقت ار اقراں و امثال
خود می رباید و داں معنی نادی و رنگین حیالی
می دہہ —

مقدور تھیں اُس کی تھلی کے دہاں کا
چیوں شہم سراپا ہو اگر صوبہ رباں کا
پہرے کو تعین کے در دل سے اُٹھا دے
کھلتا ہے ابھی پل میں طلسمات کہاں کا
'سودا' حو کدھی گوس سے ہم کے لیے تو
مصنوع بھی ہے درس دل کی دعاں کا

ہستی سے عدم تک ہمیں چلک کی ہے راہ
دنیا سے گزرا سہو ایسا ہے کہاں کا
بے کس کوئی مرے تو حلے اس پتہ دل مرا
گویا ہے نہ چراغ عزیزوں کی گور کا

آہ کس طرح تیری راہ میں گھڑوں کہ کوئی
سدا رہا ہو نہ سکے عہد چلی جانی کا

مصر سے یوسف چلا نکلتے کو اے کدھا فیروز
دم میں کیا فطرت نہیں اتنی کہ اس کو مول لو

دار مثنوی خود دار ملتیب حصرت شاہ ولایت گتہ —

قضا کے راج کی صعب گری دیکھہ بیوی کے آل کی بارہ گری دیکھہ
نبی کی آل اوپر دار حانا اسی بارہ پلے سے پار حانا
دلے جانبد دل کو اے اناری عشق کی پھڑ میں
کبھی حقیقت پورے دیکھا ہے وہاں کے خان ہزاروں کو

سجن کے دیس کھا پہنچتی ہے بے ہوشی بہایب کو
دے آیا بھول کو قاصد کتابت حایب کو

اے مدگر حقیقت تک سیر کمر لارم
اھں اوپری حکمت میں کوئی تسنہ دے ہے

س کو احوال مرا ماصح مشفق نے رکھی
ہات سے ہات ملے درد سے سیدھا کوٹا

بعضے گویند آیں سحر ار ولی دکنی اسم —

بعد مرگ کو ہرگز شیعہ میں اثر حقیقتی رہی
دیکھو گر یہ حوے شیر ایدا لہو پیٹتی رہی

چاک کو تقریر کے ممکن نہیں کرنا رفر
تا قیامت صورت نہ بود اگر سیٹتی رہی

خاکساری نہ کر موذی کے ہر گز اعتبار
حوادث مائی میں ملی تو بھی اہو پیٹتی رہی

یا ندم یا رگہ یا وعدہ یا گا ہے پھام
کچھ نہی اے جانہ حرات اس دل کے سمجھائے کی طرح

عقل نے ایک دن آکر بہ کہا سودا سے
حوالہ مردہک ہمارے رہو حوالہ ہم سے درد
لیکن اپنا ہے کہ وہ کام نہ کر ہو پیارے
حس کا نمرا رکھے تھکوا دل عالم سے دور

انکار فتل سے تو کرے ہے سخن ہنور
میلا نہیں ہوا ہے ہمارا کمن ہنور
کس کے ہوں ریزہ ریزیں دیکھو سناک ہنور
جانکا سوت ہے پاؤں کی تپہ خاک ہنور

سودا کا بونے حال نہ دیکھا کہ کیا ہوا
آٹھلہ لے کے آب کو دیکھے ہے تو ہنور
اے لالہ گر ملک لے دے تھکوا چار داع
چھائی مری سراہ کہ اک دل ہزار داع

کون کہتا ہے مت اوروں سے ملا کر مصحف سے مل
حس کے ملنے میں حوس تیزی ہو مل ہو مصحف سے مل
قابل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام
درا نہی ہم تڑپنے نہ پائے کہ بس تمام

تسلی اس دوائے کی نہ ہو چھوٹی کے پتھروں سے
اگر سودا کو چھیڑا ہے سو لڑکو مول کو پھڑپھاں

ظاہر میں دیکھئے گا کچھ اسباب ہی نہیں۔
آدے مگر تو خواب میں سو خواب ہی نہیں۔

سوڈا قمار عشق میں سیریں سے کوہیں
ناری اگرچہ پا نہ سکا سر نہ کھوسکا

کس مدد سے پھر تو آب کو کہتا ہے عشق نار
اے دوستیاد قہقہہ سے تو نہ دہی نہ ہو سکا

پھرے ہے سب سے کہتا کہ میں دنیا سے مدد سوزا
الہی ان ے اب تارہی سوا کس چہر کو چہوزا

حو گری ہم یہ مت اس سے کہو ہوا سو ہوا
دلا کساں متحب یہ حو ہوا سو ہوا

مباد ہو کوئی طالم برا گریباں گری
مرے لہو کو تو داس سے دہو ہوا سو ہوا

میں دسمن جاں تھوڑے کے اپنا حو سلا
سو حصرت دل سلجھ لہہ تعالیٰ

دیکھتے تھے کہیو دستم سے کہ سر دھردے
پہارے یہ ہمیں سے ہو ہر کارے و ہر مردے

حسے کہ رلف سید نے تری تاسا ہوگا
عرس وہ سر بھی دیا ہوگا کیا حیا ہوگا

کسی دیں دار و کادر کو خیال اتنا مہوں آتا
سحر کیا ہو چکا سوڈا کہ حی بر سام کیا ہوگا

سوڈا سے یہ کہا میں دل اس طرح سے کھوتا
کہنے لگا کہ نادان کیا پوچھتا ہے ہوتا

کہوں اسیری پر مہری صدا کو تھا اضطراب
کیا قہس آباد ہو گئے کون سے گلسن حراب

وہ کہہ بیچ اے ساندہ اُن رنوں کو بہاں سوڈا کا دل اٹکا
اسیر باتواں ہے یوں نہ دے دستگیر کو چھٹکا

بھٹ میں رات س کر ہو کسی کے پاس کی آہٹ
اُتھایا سر کو دالیں سے تر پھر دیوار سے پتکا

پڑے رہ فرق حار آشیاں مرے سے کہتا ہوں
اُترے گا دھندلیاں ہو کر تراں اس حو بہاں اٹکا

وہ فی رخصت ہمیں صیاد لے تک سحر گلشن کی
پہا لے بلندو کاخ قفس میں ہم نے سر پتکا

کر قطع ہاتھ پہلے نب دکر کو رو کا
باصبح حو یہ گویاں تو نے سیا تو پھر کھا

اس وقت میں حو مکتھ تک پہنچو تو واہ واہ
کر قصد بعد میرے ہم لے کیا ہو پھر کیا

سوڈا یہ کیا کرے گا تب اس طرح کا رونا
عالم کو اے دوالے مت ساتھ لے تبونا

حسن طرح چاہتا ہے دنیا میں رندگی کر
لہکن تو ہاں رکھیو عاشق کدو نہ ہونا

ہر مرہ پر ہے تری لکھ اس دل دستور کا
حون ہے سوڈا اُپر ذات مرے مہصور کا

پونچھتے ہیں پونچھتے گردے ہے مکتور دور و سب
چشم ہے ہاں رب مری ہاں مدہ ہے یہ دستور کا

کیا کروں گا لے کے واعظ ہاتھ سے حوروں کے جام
ہوں میں حاعر کش کسی کی سرگس مکتور کا

کب عشق کی چھپک یہ چاہتی ہے محفلوں
باقے کے پاسوں اور توڑے ہے دل جدرس کا

گلاہ لکڑوں میں اگر فیرو لے وراثی کا
لہو میں عروں سمیڈہ ہو آسمانی کا

رناں ہے سکر مٹوں قاصر سکستہ ہالی کی
کہ حص نے دل سے مٹایا جلس رہائی کا

حو کہ ہے ظالم وہ ہرگز پھولتا پھلتا نہیں
سبز ہوتے کھیت دیکھا ہے کدھو شمشیر کا

توڑ کے نت جانے کو مسکند دنا کی توڑے سیخ
بوس کے دل کا بھی کچھہ فکر ہے تعمیر کا

حو یہ منظور ہے دم کو مرا دل لے کے جی لپیٹا
کیا اک مکھہ سا دنیا سے ترے سر صدائے کیا ہوگا

داسن ہما نہ چھو سکے حسن شہوار کا
پہنچے کب اُس کو ہاتھ تھہ ہمارے عمار کا

موج نسیم آج ہے آلودہ گرد سے
دل حاک ہو گیا ہے کسی بے قرار کا

آوارہ ہے انبا کہ میں جاتا ہوں حب اُس پاس
دھتا ہے یہی سرچ کہ گھر ہووے گا یا رب

دورخ مکھ قبول ہے اے منکر و نکیر
لیکن دھوں دماع سوال و جواب کا

ترے خط آنے سے دل کو سرے آرام کھا ہوگا
حدا حالے کہ اس آواز کا انعام کیا ہوگا

ہوہیں گو نالہ گُلجِ نعل کہتے تو آقا ہے
چمن کے دمڑے کولے گرفتاروں سے مت پوچھو

ترا دل معہد سے نہیں ملتا موا دل رہا نہیں سکتا
عرص ایسی مصیبت ہے کہ کچھ میں کہہ نہیں سکتا

عشرت سے دو جہاں کے یہ دل ہاڑھ دھوسکے
تیرے قدم کو چھوڑ سکے یہ دم ہو سکے

مر جائیے کسی سے یہ الب تم کیجیے
جی دیجیے ہو دیجیے پر دل نہ دیجیے

ملائم ہو گئیں دادرِ درہ کی ساعتیں گریاں
بہر کٹے لگی اُن دن رکت قین حب بنا گھڑیاں

ہنور آئینہ گرد اس ہم سے اپنے ملکہ کو ملتا ہے
نہیں معلوم کیا کیا صورتوں اس خاک میں گریاں

اب تلک اشک کا طوفاں نہ ہوا تھا سو ہوا
تعبہ سے یہ دیدہ گریاں نہ ہوا تھا سو ہوا

جن نے دیکھا ترے ملکہ کو کہا سبحان اللہ
مدرب جی سے نمایاں نہ ہوا تھا سو ہوا

خط کی حوسنی ترے عارض یہ یہ کہتی ہے کہ مور
دروغ ملک سلیمان نہ ہوا تھا سو ہوا

قال شادہ تری رلف ہوو حس دن سے
بہو خو دل کہ پریمساں نہ ہوا تھا سو ہوا

اگر مرگاں کے نصدق سے ترے اے سودا
سنو و حرم خو دیاباں نہ ہوا تھا سو ہوا

اس قدر ملت الغم سے دل ہے سودا کا درا
رحم نے دل کے نہ دیکھا مگر کدھو اندر کا

کس کس طرح سے دیکھیں اس داع کی مضائیں
کدھر کدھر کئے ہیں ساقی وہ امر وے ہوائیں

حسرت سے آئے کا دل کدھوں نہ ہوے پادیں
شالہ حضور اُس کے رلقوں کی لے ملائیں

باتوں کدھر گتہیں وہ نری بھولی بھولیاں
دل لے کے بولتا ہے حو اب نو یہ بولیاں

ہر بات ہے لطیفہ و ہر یک سخن ہے رمز
ہر آن ہے کدہ و ہر نام تہتہ بولیاں

کدھوں بھٹوں ہے آنکھوں کی کارں سے دل کو چٹوں
مرگان نہ کر سکوں تو بٹا ہوں چہ بولیاں

کیا چاہیے تھکے سر انگشت پر حنا
حسن بے گداز کے دون میں چاہی تو بولیاں

اندام گل پم ہو نہ قدا اس مرے سے قذک
چندوں حوش چہ بھوں کے تن پم سسکتی ہوں چولیاں

سودا کے دل سے صاف نہ رھتی تھی رلف یار
شالے بے دہج پر کے گرہ اس کی کھولیاں

حواہ کدے میں تھکے حواہ میں دبا حایے میں
اتدا سہکھوں ہوں مرے یار کھیں دیکھا ہے

نہ استفسار کیجے ہم سے اس اب کی حالات کی
شکر کا دائقہ خون حگر حواروں سے سب پوچھو

سجھنے کے رکھو قدم دستِ حار پر مہکوں
کہ اس دواغ میں سودا گر ہنکے پا بھی ہے

پہنسی نہ نہکو آہ سیرے حال کی حذر
واحد گیا تو ان بے بھی اپنی بھی کچھ بھی

عبثِ بالاں ہے اس کائنات میں تو اے بلبلِ نادان
بہنیں یہاں دسم نہ کوئی کسی کی دان کو پہنچے

طریقِ عجب میں مچھ ساتھ جو معاملہ ہو
سواے خاک نہ میرے کوئی دسر آوے

قابلِ ہمدردی عس کو شہید ہے ضرور
آئندہ تا کوئی نہ کسو سے وفا کرے

اتنا لکھا نہو مری لوحِ مرار پر
یہاں تک نہ دے حیات کہ کوئی حیا کرے

فکرِ معاش و سہرِ بختاں یادِ رفتاں
اس رنگی میں اب کوئی کیا کیا کرے

گر ہو سراپ و خلوت و محبوبِ خوب رو
راہِ تھیں قسم ہے جو تو ہو تو کیا کرے

کچھو اثرِ قبول کہ تھیں تک ہماری آہ
سینے سے ارمغانِ لبے لبتِ حشر گئی

مہ پوچھ یہ کہ راب کتنی کہوں کہ سچہ بچہ
اس گشتِ گرو سے دانکِ دیا دے کر گئی

سودا لکھا بعاں کو یہ خط اس کے یارے
حسنِ وقت اُس کے حال کی اُس کو حشر گئی

سوڈا نہ کہتے تھے کہ کس کو تو دل نہ دے
رہا ہوا پھر ہے تو اب در نہ، کہ ہم

محکو بہن ہے دل میں توے راہ کیا کروں
پڑے اندر ہے عشق مرا آہ کیا کروں

تجھے مکمل لکھ سوڈا نے مرغ روح کو سوڈا
نہ کہیدچا انتظار ادما دہی تا پیدا کیو تو ہو

حو مہر ناں ہے سو سوڈا کو مستم جاے
سداہی راہوں سے ملتا ہے دیکھتے کیا ہو

مہر یہ نہ ہے کرم ہم یہ ستم واہ واہ
دیکھ ادما بس تہیں ہم نے صدم واہ واہ

ہے رلف میں مدرا دل سب کیلکھتے ہو شانہ
دیکھ نہ کھل جاوے ہے سبک یہ دیوانہ

بدم جاں ہمیں یہ تری چشم کے دیکھار کئی
مر گئے حنجر مرگاں کے گزرتار کئی

گئی سسکتا ہے کوئی نر پے بے حس ہے
آج دیکھے ترے کوچے کے گزرتار دئی

نیرے دارار میں اب کیوں کہ نہ دیکھتے سوڈا
ایک یوسف نظر آدا ہے حریفار کئی

سوڈا جہاں میں آکے کوئی کچھ نہ لے گیا
ملتا ہوں ایک میں دل پڑ آدر لے

قرا مرور مرا حنجر نا کجا طالم
ہا ایک پاب کی آدر کچھ انتہا دہی ہے

طالیم کروڑ گُل کا گریہاں ہوا ہے چاک
اک عکس لہب گور اہل اہلی سی مر گئی

پروانہ کون سا نہ حلا شام کو کہ سمع
روے ہوئے نہ نرم سے وقت سحر گئی

یہ گانگو تر قطع نظر اس سے صبح کو کما
کچھ سے حذائے ہند کی طاقب اگر گئی

سکوت تو کیوں کرے ہے مرے اسک سرج کا
نہری کب آسہیں مرے لوتو سے دھر گئی

عجب بھدا د حسرت پر مری صدا کرنا ہے
د کھاتا ہے اُسے صبح کو حسے آرا د کرتا ہے

مغہ اٹارے کون صبح کو گر نہ پوچھے تو مجھے
عکس بھی نہتا نہیں اب آئینے میں دو مجھے

نا توانی بھی صبح کچھ ہے کہ گاسن میں بسیم
مت ایسے پھرتی ہے دوش اوپر درنگ ہو مجھے

کیا صد ہے مرے ساتھ حدا حائے و گو نہ
گاہی ہے نسلی کو مری ایک نظر بھی

کہہ اور قسم ہے تجھے روئے کی ہمارے
تجھ چشم سے تنکا ہے کبھی اکھت حکم بھی

کس ہستیء موہوم پرہ داراں ہے تو اے یار
کچھ اپنی سب و دور کی ہے صبح کو حیر بھی

س اے دعائیں جہاں میں عاشق حو ہو گیا
معشوق سے اسی روش اس کی گرر گئی

شیریں لے حور کب نہ کیا کوہکن کے سر
مستریں پہ کیا دعا تھی حو لیلوں نہ کر گئی

کل ہی پڑی سسکتی تھی لیل چمن کے بیچ
درہ نہ اُس کے حال پہ گل کی نظر گئی

ہزارے رات سمع سے اپنے حلے کہ بس
حاکستری اُن کی لے کے صبا درس پر گئی

میں تارہ کچھہ کیا ہے کہ لباسی کو مری
تیری صدا اے آہ و فغاں گھر نہ گھر گئی

خدمت رکھی نہ وعد کی فریاد لے تری
روئے سے تیرے آبروے ابر اُتر گئی

اوشو سے تیرے سر کے ہے دیوار گھر کی سرج
آنکھوں سے موج خون کی بھروں در گئی

القصد خط کو پڑھکے فغاں لے لکھا حوا
تیرے ہی دل کی چاہ نہ جانوں کدھر گئی

سیریں کی بات میں نہ کہوں درہ دارھا
لہلہاں حدھر تھی رادی مستریں اُدھر گئی

یہاں تک تو گھٹ میں لیلوں کی مستریں سجا گیا
اُن کی اس اتھاد سے ناہم بسر گئی

حاری ہوا ہے حوں دگ مستریں سے وقت وصد
لیلائی کی پوسمت مال اگر بیشتہ گئی

کیوں مشت گل بھی دل کے دم روئے میں نہ گئی
سجھان محکو چشم سے داقی ہے یہ گلا

کا در دتوں سے دان نہ چاہو کہ یہاں کوئی
سر حائے ستم ہے اُن کے تو کہتے ہیں حی ہوا

گر بچھہ گل کے آئے بے کھوئے نہیں حواس
سجھان کھوں پیرے ہے سخن آج حق ہوا

یہ قوت کے حب عسفی پڑا سر پڑے توت کر
آنکھوں نے اُس کی رو دیا آحو کو پڑتوت کر

تسکو اے سجھان عیو ار حاکم دیدان کے
اور بھی کچھہ طالبوں کی دوستی نے پھل دیا

عشق میں حائے گا کھڑی مارا بے طرح دل ہوا ہے آوارا
دل میں دو دطرہ نہ لا ہوگر طبعی دیکھہ کر میرے مرص کو لا دوا

حط کتروا کے آج قیدگی سے ہم سے ملے میں حائے ہے کتروا
تیری شہسیر سے جدا ہو کر سر مرا محکو تن نہیں دیکھا
مرا دیکھہ کر حال دامن کا دہتے کیوں نہ سیدہ گریباں کا

قاتل کی جمع آگے حائے ہیں ہم بدھڑ کے
ہرگز ہمارے دل میں سر کا نہیں ہے دھڑ کا

شتابی پلا لے کہ حانا ہے اور جو کچھہ داقی سادی رہی ہو سراپ
پند میں مت رہ دوانے عقل کے کر گریباں چاک چھائی کھول کر

حائلے چمن کے بیخ بٹھائے ہیں سو نہال
تعطیم تیری کرتے ہیں سب اُٹھہ کے سر وقہ

سودا تری دریاد سے آنکھوں میں کٹی راہ
آئی ہے سحر ہوئے کو تک بو کہوں مردہ



سعدی

سعدی دکنی ار شعراے نزار داد دکن اس
و آنکہ بعض اعرہ را بسبب انکاد بحاص مغاطہ ادبا
دیجہاے سعدی دکنی را ار عدم اعتنا و قلمت نقم
دنام سعدی شیرازی مرفوم ساحتہ ادب ناشی ار حہار
و تسفہ است و من ادعی تعلیمہ انکند —

ہمذا تم کو دل دیا تم نے کیا اور دکھ دیا
تم نہ کیا ہم رہ کیا ایسی بھائی نہ دیکھ ہے



سجائی

والا تھن داند اسعداں میو سجائی در مہو
یادی رتہ اش لطف است و پادہ اش ار حسنہ - ہرچہ
ار تدریت رافتماں مہاں آہو است ایکن سعدش در
چشم منصفان حق میں بہتر ار او اسب —
ساقی بغیر حام کے حق کا بچاؤ قہیں
دھوں دیل مست آوے ہے اور سپہ چلا

کچھ نہ سہا کے جن پر ہی عجب حالت ہے
 ورنہ دیکھے ہوں میں اس درد کے پیمانہ کئی
 موچنے سے لہیں ڈوب لے سہج ہشام سوچے سے کیا اُپڑتی ہے
 اے صام رنار پھلتی دھندہ رفا کے واسطے
 ورنہ کوئی کادر بھی ہوتا ہے دنیا کے واسطے
 ماسہ رو ہی یہ سمع محفل میں
 حب سے دوس ہے سب پڑ دوس ہے
 سپرد داری اس کی کسی سے نہ ہو
 نہ اندر تری نہ مکی شمشیر ہے
 ہر گز آئے نہ دیں گے عہدوں کو
 حان ہر چند ہم گئے ہوں گے

میروں میں حسن کے اب سب کے سہی یہی ہے
 حولی کے باغ کا ہے گودا بوسع یہ پھل سا
 بہار آئی سہی غنچے ہیں خواہاں آج تو دل کے
 شتابی سے نہ دیکھو دمل ارراں اُس کو تک سستا
 تھے لائق نہیں گل تور کر کے ہاتھ میں رکھتا
 تری یہ انگلیاں مہندی لگی پھولوں کا ہے دستا
 وہی خادہ حراب اس دیکھ کر جانے
 کہ جس کا عاشقی کے بیچ گھر حائے
 سخن منت کروں ہوں مان حاتو
 ہنسنا مت کر دہبوں ساتھ ہاھا

ہوتی بہن ہے سرک ہماری یہ دل کی آگ
لاگئی ہے حسنِ زمانے سے خلدی ہے دھو دھو

دور میں رحسار کے تدرے نہیں انصاف کہیں
خط چرا لے جائے دل کو اور باندھی جائے رک

حسنِ خوب رو کے دل میں نہ عاشق سے ہو دعا
کہتے ہیں سارے اُس کے سبب حسنِ ادعا

دل کو کبھی نہ پیار دلا کر دو اے سخن
لاگا نہیں گلے سے مرے آگے آج آگ

حبِ نک ترے بدن کو نہ عاشق گلے لگائے
گستا بہن ہے سب نڈس ہو کر کچھہ اُس کے انگ

دلعزوں کے حب اُلچھتے ہیں اُس ساآہ آگے مال
دستا ہے شادہ عاشقی سے داندِ دم نکال

ایک دل رکھا ہوں دو چاہے سو لے جاوے اُسے
حواہ رہیں حواہِ ابرو خواہ مرگاہ حواہِ جسم

ناخدا ئی تک ایک کر ساتی ایک کسی میں بار ہوتے ہیں
تبلیغِ ثوری کے دِلے دمر جائے سر جان اٹھا کوئی حی رکھتا نہیں

سرِ منڈہ ہو گئی ہے وہی منڈہ سے آدس
اب پھر کے دو رو ترے وہ ہو کر آئی نہ

یار کا حاسہ ہمیں ہے گا عروہ یوسف اپنا پتھر تہ کر رکھے

تمہیں غیر سے صحبت اب آنڈی اُسے دوستیں ہم سے ہے دسمنی

ہموں کے تمہیں کس قدر مانتا ہے یہ کامر مرا دل جدا جانتا ہے

درا لے کو بہنوں جلالت سے کچھ کام
وہ جنگل میں پھرے ہے بے سرو دیا

ہر اک طرف کو اسے دوسرے کا ہو کے دیا
بعقوب سمجھ دیا کہیں جواب میں نہ دیا

عشق میں ہی نکل نہیں سکتا
میر نہیں کوئی بے اہل سکتا

کیا کرے ہانوں بھی کہ جنگل میں
کچھ نہیں آناؤں سے چل سکتا

حو اگے تم کو دھلا حان وہی دھتر ہے
دل درا تم لے کہا ہم سے نہی خوب کیا

کیا دل سہمت پر الفت کہاں حائے
نکھے سہلے میں پتیر کے سر رک

حام میں مژدہ سے لگایا تھکھ دھتر
آ رہا ہے حان میرا حان دل

حاک سے دل جسم نرگس ہو اُگا
اب تئیں دھی دیکھنے کی ہے طالب

عیش نہیں ہے دریا کا یہ اصطراب
ترے رلف کو دیکھہ ہوتا ہے آب

لہا نہ ایک چاند ہے گردش میں تھکھ حصور
کرتا ہے آفتاب دھی تھکھ آگے دور دھور

مرگاں کی صف میں چھپ کے نگہ یوں کرے ہے چوٹ
صیاد حوروں سکار کی تئی کے دیکھہ اوت

کوئی حاکم عاسق کو سمجھتا ہے گا
 کہ عاسق کا جی کھوکے کدا پایے گا
 کہا دل بے اٹکا تو حوروں کے تقدس
 یہ دیکھو کہ اپنا کیا پایے گا
 اُنیلے کی طرح وہ لُٹتے منہ پر آے
 ہو کلیجہا حس کا اُوھے سار کا
 حس طرح کی داس کا ہے سو پُٹا
 کوئی گل ایسا نہیں خوش ہو پُٹا
 اشرافی پُوسے سے نہیں رکھتا ہے کام
 جو کوئی پاتا ہے تیرا رو پُٹا

ایک ایک نال کر کے لے جاں کے دے کے دوسا
 لڑکوں کے شاہد راہد تازہی رہا ہے کھوسا
 عم یہ سنگیں دلوں کا ہے بھاری
 لبریر ہو کے سوسے سے اُگلی پڑے ہے سے
 کون اس نے استیلاں میں ہے جاں دلب ہوا
 دقوں کی بھی یہ یاد نہ درور ہے ہمیشہ رہے دام الہ
 وفادار کا تمھاری دھپیں سور جگ میں اب کا
 حاکمہ میں چھپا ہے حاکم سے کہک کہک کا
 ہم اسپیروں کے دل پہ پھندوں کا
 تیری رلموں بے سار باندہ دیا
 مجلس شراب کی نہیں ہوتی ہے آج گرم
 گدرا ہے سے کدے میں کوئی سپیچ شوم سا

آسماں ایک رقعہ دار بہیں عم کے اکھلے کو ہو دِرا کاغذ
 سر گئے پر اکڑ بہیں آسمان کیوں نہ رکھتے ہیں فیر پر تعویذ
 چرخ کدوک ہے یہ ہر گز نہ پوچھو تم
 دل سوختوں کی داندھا ہے دودِ دل نے گند

دسہن سبھی طرح سستی ہیں دلیں و دل کے یہ
 کامر بتوں کا حق معن نہ ڈالوے جدا پیار

نہ اُنہد گیا ہے حب سبھی آغوش سے سخن
 دیتا ہے حب سے دل بھی مرا مکتھ سے لے کفار

کوہکن کیوں نہ سر کو پھوڑ مڑے کوئی ہے حا کس پہاڑ سے نکر
 ہلال آسماں سے بہتری میں نہرا ایک ایک، سو ہے دس برابرو
 بت پرستی و بے کشی سے دل کب تو بویہ کرے ہے توند کر
 اٹھ ہے دیکھو ہر طرف دار دار صبا کیا آرائی ہے گل کی بہار
 دلاتا ہے اسرارِ فردا ہمیں کسی کا بہیں آج کل اعدا
 داد صبا سے رلف معطر کی ہم ملک
 مدت ہوئی کہ پہاچھی بہیں کچھہ حیر عطار

بہیں ہم سے ہو نا ہم آغوش بھی
 محنت کے رکھنا ہے بوس و کنار

لحنت حکمر ہمارا پاس کے ساتھ کہا کر
 کہتے ہو ہم سے بانیں یہ ہم چہا چہا کر

ہنصر کی رانیں بھی آخر کت گئیں
 ایک سے دھتے نہیں ہیں دن بھیس

داری ہمیشہ دینے کے رہے ہیں داڑ میں
زاہد جو بیٹھتے ہیں یہ جانوں میں مار گوت

سعاد تیر کھانے کو اور و کہاں کے
رہتی ہے میرے دل کو بساے کے سب چوت

حیثے حق ہر کو اُس سے اُٹھاتا نہیں ہوں ہات
تیری بھواں کی تیغ ہے طالع یہ سر کے ساتھ

چپ رہ گئے ہیں دیکھ کے سب تھوہ دھن کے تئیں
آئی نہیں ہے کہلے مہوں کتھوہ تھوہ ابوں کی بات

حس و قیوں سے کدوں نہ کرے ہانہہ پانوں کم
سعاد اُس کے پانوں لکھن حس کسی کے ہات

مہمسی کی مچھلیوں کی طرح عرو حوں ہے دل
تھوہ ہاتھہ بیچ دیکھ کے اس سست کی شست

میرے ضعیف سونے پد یوں دھوہا ہے ہات
حیسے کہ نا رواں یہ رہ دست کی شست

یوں گور گھا جو رلف میں کھا دلتا تھا دل
عاشق کو سر اُٹھاتے ہی پتر حائے کا یہ پیر

حلتے سے صفت دل کے سب رخ گیا حلیل
وہ بات ہے کہ سانچ کو ہو گر نہیں ہے آرخ

دوری درد محتر کا اور وصل میں حما
اس عاشقی کے پختہ میں مشکل ہے ہر طرح

صہروں کو خان حواب میں عتب کے تال کر
اک رات آ کے سو رہو ہم پاس آنکھہ موند

بہزور میں بیدی رلف کے دل مرا
سدا فکر میں تو رہے کے ہے عرق

سکوروں میں جلتے ہیں جیسے جراح
بہ آنکھوں میں اس طرح جلتے ہیں اشک

سدا توک لہتے تھے دم پیاد سے
لگی کس کی اس توک لہنے کی توک

نظر میں حس گھڑی اُس گل پہ دالی
بہیں آرام بد سے شاخ کو دل

کہیں دو ہم بد کہا جا سور مستور
دیامب سور پڑ ہے یہ میرا دل

بہ دیکھا دل نے اُس کو جواب نہیں دہی
عجب کس ذہن تو سوتا ہے عادل

ہوتے نہیں جو سمع توی استمع میں ہم
جالتے نہیں سوج سوج کے اے ہی میں ہم

’سعاد‘ فکر میں نہ کروں کیوں کہ سحر کا
لگتے ہیں حاکے بار کے سمجھ سے سکن میں ہم

رو دیا نرب یارے ’سعاد‘ حب دہی آنکھ سے ملائی آنکھ

حب ہم آغوس بار ہوتے ہدن سب مرے در کنار ہوتے ہیں

تیر تو بے کسی دسا لے رو میرے سہنے کے بار ہوتے ہیں

اب دو ہم لے کہا کر بہاں چاک تیرے داس کو کس طرح چھوڑیں

اور ہی طرح کا سخت وہ کام ہے سنگ دل
تو مثل اُس صدم کے نہ ہر دم کے نہیں دراش

دوستی میں کیسے یہ بوجھ نہ دی
نو دلوں پر نہ ہوے نار اخلاص

اپنا دشمن ہو ہو کوئی ستم
وہ کس سے کرے پھار احلاص

چھوڑتے قصد اس دوانے کی
چھوٹ قصد کی نہ حاوے دبص

یہ حلما دل ایسے کا آوے ہے یاد
جہاں حلیمے دیکھوں ہوں مصلحتیں میں شمع

کب گورنماں چاک پر تنگی کرے
ہے حرموں کے ناشب کا دامن وسیع

حان آروے کے سبب دل بکھہ گیا
میں حلما رہے کیوں کر چراغ

پھول لالے کے نہیں جھڑ جھڑ پڑے یہ داع میں
حو ہوے بسمل ہوں سو اُن کے ہیں یہ لوہو کے داع

میرے تمام حال کو تیر پر ہے یہ رلف
رور سیاہ دالہ شہگیر ہے یہ رلف

حاجوس اس سبب سنی رہتا ہے بیستو
دلگ اس قدر ہے مدد کہ نکلا نہیں ہے حرف

رہو اے دل سور سے میری فرد
کہ ہے حرم چہ اُس کے حرم سے فرد

اے خدا درد سعی ہاے لب کافر کے
 حال دہتر ہے مرا تحکو ہے دہتر معلوم
 دوانا کھاتا ہے جو دست کا
 نگل دیکھ تک آج ، دواں میں
 کتابی ہے ہر شعر 'سعاد' کا
 پسند اُس کو کرے جس دیواں میں
 سخن کی رلف پہ حب تک نکا رہتی ہے
 رہ اسک تہمتے ہیں الگ دم نہ آ رہتی ہے
 یہ 'سعاد' کے دل کے جلنے کی قدر
 نہیں سوچتی سمجھ اُس کو دکھاؤ
 آکھڑا ہو ہوا جو کوئے پر گھر کئی عاشقوں کے دیکھ گئے
 دل مرے کا لکھا ہے حب سے سوز لب سعی ہے قلم کی سوک جلی
 س کے میروں نماں کو عالم میں لے کسی نے پھر ہاتھ دیچہ دلی
 دل ہو گیا پھپھولا پیارے تھام حل کے
 کیا رکھ بہاں سے ہوں اُمید وار پھل کے
 تہا نہ دل مرے نے دلفوں سے تاب کھایا
 گلشن کے دیچہ سبیل کھانا ہے تاب بل کے
 ایسے ترے چہکتے دانتوں کو دیکھ پیارے
 پانی ہو جائے موئی مارے نہ کیوں کہ حاکمے
 کیا حاکم تھا محکو رسوا کریں گے سب میں
 یہ طعل اشک میروے آنکھوں کے دیچہ پل کے

ہر ادرا اپنے سب سے دندگی کے کاموں میں
 نہیں میں دیکھتا صاحب کے کوئی علاقوں میں
 دو کہا عیروں سے اور ہم سے نہیں
 سن رہیں گے ہم وہی وہ دانیوں کہیں
 آئے کا جواب میں بھی نہیں وہ کبھی نظر
 'سجاد' ہو گیا ہے عبت کس خیال میں
 کس طرح کوہکن پے گزرنے گی ہنجر کی یہ پہاڑ سی دانتیں
 عشق سے کس کے نہیں داع حکر جاتے ہیں
 سنگ ہے بس کے بھی سہلے میں شہر جلتے ہیں
 ہیں سیشیاں سراب کی پیارے بھری ہوئیں
 آدھیں سے کے دیکھ تمہاری ڈلا لیاں
 دیکھوں طہیب دار کی دارو ہے کم نہیں
 مرنا میں میں ہو عشق میں جیتا ہوں حب تئیں
 حوا کی دھج ہے اندرے حیدار میں
 کہاں پائی یہ صرب تلوار میں
 اگر وہ صبح کو سحر کسی کا لپٹے کو
 نکل کے گھر سستی آوے تو ہم سلام کریں
 ہر سادہ رو محط ہونے کی دھن دکھے ہے
 لیکن کوئی نکالے دیوار سا خط دو لکھہ دیں
 حب کرے ہے ترے دھن کا یہاں
 منہ سے اچھے کے پھول حورے ہیں

ر حاک اسدوہہ دود و در سخن تلاش معذی تارہ
ی نمود -

ہیں تھوہ ہنر میں پیتے سراب ادوائی ہم
رے سافنی آرے سارے نہاں مانگھیں گے پانی ہم
پہلے کی طرح دارو کے شہنیشے رباں حال سے کہتے ہوں پو پو
وش کیو دیتی ہوں مہرا اُس کی آنکھوں سے پرست
سکہ ہوں کم طرف موحاتا ہوں دو پیالوں میں مسک
کس سے پوچھوں دل مرا چوری گھیا رلہوں میں راب
اپک جو شانہ ہے سو تو نیل میں ڈالے ہے ہات

— — * — —

سراج

مہر سراج الدین 'سراج' رسو و سایش ار حاک

کی اسب و طبع روسفئس سمع دوم سخن -

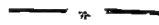
بگر کو کہاں طاقم کہ رحم عشق کو تانکے
گر دیکھے مرا سیدہ رفو چکر میں آجائے

پتھر بھی نہیں ہے شرد شوں سے خالی
رے تادیءا بھص رگ حارا کی حیر او

دھ مہوی سستی بے رادیاں ہیں
سیریں لب کی داناں پیادیاں ہیں

چلائی موتھہ شمشور نگہہ کو
وہ حادوگر میں کیا عہادیاں ہیں

تکھہ سا تھہ رات نیں کے بہاں کوئی رہا سگتھہ
 ہر صبح دم پیارے کہتے ہوں ہا ر گل کے
 رات احمد کی دھت زیادہ ہے عقل کا دغاں سوار زیادہ ہے
 چرخ سے شق ہو چاند کا گونا * طسب ار نام او زیادہ ہے



سلام

دکم الدین علی خان 'سلام' پسر سرف الدین علی خان
 پیام ار مے 'خاتمہ' تربیت پدر حورہ حواری مہم و
 ادراک سودہ در حم خاتمہ ہند سر حوش مسہ
 تماشا است —

حدیث رلف جسم یار سے پوچھہ
 دراری راب کی شمار سے پوچھہ
 دھتا بیوا قسم ہے تمہیں میرے صدر کی
 مسلح ہوں بعد دہج تکمل نہ کتھو



سعادت

سعادت اللہ خان 'سماد' خمہر مبارک ہستیش

اڑے عم صبح آئے کی حیر ہے سرو قامت کی
دیامت کل سو آئی ہے عدل کر لے دو آج اپنا

لٹا کر راکھ ہو گئی ہوئی موری دای کو بھ کر
سگر کوئی سو وقت کے واسطے چھوڑے ہے راج اپنا

ترا عم رہر دھا پں ہوسدارو جان کر کہا نا
کیا ہے اپنے ہانہوں دل ہمارے بے علاج اپنا

وہ طالب مکتو حلقہ دیکھ کر اتنا بھی کہتا نہیں
کہ کیا ناسب قدم ہے کیوں نہ ہو آخر سراج اپنا

ہر دم دم حنجر اسے اس سر سے گرد نا
اول قدم شوق ہے مدول کو ہمارے

آفریں دل کا مرا خون بھکا کام آنا
صبح سپاہی کو تو نام ہے نل حالے کا

بہر تھرا تا ہے ہر سحر حرسید دیکھتے تھکے چیرے (ری کی طرح

نستار نالے کا چلا نالہ سعلہ رو
شاہد کہ آفتاب سے چیرا عدل کرے

کل سے دیکھل ہے مرا حق نار کو دیکھا نہ تھا
کیوں نہ ہو بے تاب دل دلدار کو دیکھا نہ تھا

سید گلزار میرا اس کو آیا ہے پسند
نار بے سایہ کھو گلزار کو دیکھا نہ تھا

نار آتا ہے سرے قتل کو اور میں ہوں حقل
حیف اس وقت میں میرا دل بے جان نہ ہوا

نہ بوجھو آسمان پر تم ستارے
ہماری آہ کی چمکائیاں ہیں

ہزل خوانی چمن میں دلبلیوں کی
ہماری تعزیت کی رائیاں ہیں

مچھ سے تم دست دگریہاں نہ ہوا تھا سو ہوا
چاک سہلے کا نہایاں نہ ہوا تھا سو ہوا

آہ سوزاں سے مرے دامن صکرا میں سراج
قدر مچتاوں پہ چراغاں نہ ہوا تھا سو ہوا

اب تلک مچھ کو کسی شخص کے چہرے کا خیال
صورت آئیہ جاں نہ ہوا تھا سو ہوا

میں نہ رکھتا تھا شہیدوں کی عبادت کی ہر
اب ہم حضور کے پانی سے وضو کرنا پڑا

مانگ تیری میس کے طلبات میں
ماہ ہو دیکھا ہے آدھی رات میں

حواب میں بھی دیکھتا اس کا مچھ، مشکل ہوا
نہ سکہ رھتا ہوں خیال یار میں دیدار نہ

فار کے دیوان میں اے مطلع حسن و جمال
قد قرا ہے مصرع و اندر ہے بیب انتکاب

اے حان سراج آج دکھا درس تو اپنا
ہے وعدہ فردا مچھ فردا قیامت

لیا ہے نقد خان دلبلیاں یعنی حراج اپنا
چلایا حسد و گل بے اسی رنگوں رواج اپنا

چہرہ بھی آڑے سے رہ گئی ہے
 کدو تر آڑے کئیے بہت کم کے کو کے

— * —

حرفِ اَشِیں

شوق

حسن علی ' شوق ' نکل استعدادش ار آبیاری
 طبع خان آدر آہے در دو آردہ و سر سہر کردہ مصاہیں
 را داب و رنگ دستہ و تلاش معنی قارہ کردہ اسب -

قاصد پھرا نہ وہاں سے حو اب تک تو آچکا
 القصہ اسی گلی میں گہا حو سو حا چکا

اگر قاصد ترے کوچے سے تک حلقہ نہ آوے گا
 تو پیارے دیکھو پھر تو کہ میرا ہی حو ہے

دکھا دیدار اے پیارے کہ میں فرقت سے سر گرا
 مری مرداے معشور آج ہے میں کل سے در گزرا

کسی کو باج نہ دیا سے نہ دیکھا ساد ہم حاتم
 درنگ سہم اک عالم یہاں سے چشم تر گرا

ماتم میں میرے کوئی نہ دیا نو ہم نہیں
 تربت پہ میری سمع کا ہنسنا بھی کم نہیں

اول کی تم ہو بھول گئے مہر نادیاں
لانے لگے ہو خوب تغافل کی نابیاں

مچھہ دل کے کوہِ طور کا سرمہ دئے ہو تم
باقی ہیں اب ملک بھی دھن لں نابیاں

داسنِ قلمک بھی ہاے مچھہ دسترس نہیں
کیا خاک میں ملی ہیں مری حانِ مسادیاں

عید و صلِ سرو قد سے ہیں مرے کھر شادیاں
عالمِ یالا سے آتی ہیں مدارکِ نادیاں

تم پو قد اہیں سارے حسن و جہال والے
کھا حظ و حال والے کہا صاب گال والے

سامان

میر ناصر 'سامان' مناع سخن گوئی ار نازار
تربیت مہرِ مطہر اندوختہ نہ باجری ڈالے معلی
دلند آوارہ بود و شعر را دربانِ فارسی خوب می گفت
احیاءاً خیال دیکتہ ہم نکاطرس می دیکتہ سالے
چند اریں پیشِ اسبابِ حانِ بمصنوعِ احلِ تسلیم
بہود و راہِ مراحلِ مرگِ پیسود =

اُنہیں کیوں کر نہ اب دل سے بھڑھو کے
کبھو تھے آسما ہم بھی کسو کے

حرف ا نصاب

صانع

’صانع‘ راد گاہس گل زمین ملکوام اسب -
کیا رخصت سگ جان کو دیکر استخوان اپنا
بچھوڑا ہائے کچھہہ مکھوں نے صکرا میں نساں اپنا

سختی کی اس محبت پر دیا تھا جان و دل صانع
نہ تھا معلوم ہو جائے گا وہ نا سہر نا اپنا

صنعت

مہل جان ، صنعت ، ار اقر نائے نواب
نظام الملک آصف حامہ اسب و این اشعار نو معنی یاسی
او گواہ است —

سیفے میں الہ دل میں دیش اسک چسم میں
سہرہ یہ عاشقی کا مہرا گھر نگہور * ہوا
عہرے سے مارا ہے جلانا ہے نار سے
کیا ملک حسن کا صنعا تو خدا ہوا
یار گھر جاتا ہے یارو کیا کہوں ہائے گھر جانا ہے یارو کیا کہوں
در درستیۃ فادیتۃ این شعر بردن است -

صمصام

نواب امیرالامرا صمصام الدولہ ، صمصام ، مخلص

پروار کس پہ کھینچتے ہو ہم تو مر چکے
 دیا سے ہو کس کے خون کے ہم مدن تو دم بھوں
 آچکا خط بھی یہ تیرا لب نہا اک بار ہے
 ہو چکی آذر بہار اور اب نہیں آوار ہے
 خبر لے سوں کی طام تیری نوبت میں موتا ہے
 بد ار تروار ہے اس پر جو کوئی دم کرتا ہے
 دھتے گی آتش دل ہم لے جا نا دھا گھٹا آئی
 ہواے ابر نے دوسری دے یہ اک بھڑکائی
 کھا کیا ستم یہ تھے جو کئے چشم ہار لے
 جو سختیاں تھیں مستحکو زمانہ دکھا چکا
 آنکھوں کی سیاہی بھی سعیدی کے نظر کی
 رو رو کے یاد تری مہں یوں سام و سحر کی



شاغل

"ساعل" طاشرا مستی سخن ار بسمل کردہ است -
 حاتی نہیں ہے اس سے نری فکر رلف و رخ
 ساعل کو روڑ و سب ہے ترا دکو رلف و رخ

آداں کو اے طالع تو چل کے دیاناں کو
مرے سستی مسکھوں کے ویراں ہے ویراں

وہ حاصح کی ناقوں پر وہ تیرا درد کیا حالے
وہی کرتا ہے دل حس میں کچھ ادا بھلا جائے

حقاے یار کو ہم انتقام و بار کہتے ہیں
شما و عادیب کو اپنی ہم ارار کہتے ہیں

دنس معمور ہے سپندہ کلوں سے داج الفت کے
ستاب دال کو ہم ایسے در گوار کہتے ہیں

حرف الا

طاہر

حواصی مسعود خان 'طاہر' طوطی طبعس نہ آنیئہ

دارن منبرا مطہر نگہدار آمدہ بود طاہرا بعد ورود دار

ساز راہ مراحل مرگ بدید -

بہر راہکارا نہ بید نہر سوئی

حب سے ہوسف کو جواب میں دیکھا

مکھک کوہکن کی رنگ اگو دا کو نہ پھیلائی

نہ حسرو سرج ہو آتا نہ شیریں درد ہو حادہ

دار سے تک اُٹھا نقاب کے نہیں

دور پڑے میں کو حصاب کے نہیں

رحمة اللہ علیہ -

بردیگ ہے حراں کا ہووے گزر چہں میں
اب سو کر لے بدل آوے جو دیوے میں

— ❦ —

حرف الاصل

ضم

’صہا‘ بسو و سائس ار خاک پاک ہمدستان

اسب و بچیں اشعار تر رہاں -

گریباں و خاک آرا نہ حیوں اندر حیوں بگولا
صبرا میں توے محلوں وحشی ضیا کو دیکھا

— ❦ —

حرف الاطا

طالع

میر سعس الدین ’طالع‘ حوس طلعت و پاکیرہ رو

درد در ہیں عدلوں حوانی موع روحش دسر پلہٹ

ساہوں احل گرفتار گردید -

عرصے میں ہے اے راہد اس دور میں پیما نہ
مسک کے تھیں جاوےں کنوں چھوڑ کے سے جا نہ

دیباہاں میں مرے مرے سے اب تک خاک اُڑتی ہے
مرے ماتم کے کرے سے تو ویرانہ نہ بار آیا

ہمیشہ راکھ حوٹاں کو کرے ہے درہم و درہم
مرے دل کے ستارے سے کبھو شاخہ نہ بار آیا



حرف العین

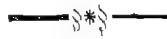
عاصی

خواجہ درہان الدین عاصی فکر صواب اور پیس
عاصم ار خطا است —

چون کے تخت پر جس دن شہ گل کا تحصیل تھا
ہزاروں بلبلوں کی روح تھی اور سور تھا عل تھا

حراں کے دن حوٹیکھا کچھ نہ بھا حراں در گلشن
بتایا باعداں دو رو کے یہاں عنکبوت تھا یہاں گل تھا

راہ کو میں شمع کے مابذ رو کر رہ گیا
صبح کو دیکھا تو سب بس اشک ہو کر بہہ گیا



عارف

’عارف‘ ار تو بہت یافتگان مصہون اسب معرفت

سب ار سہ عارفانہ اش پیدا اس —

اے آہ اُس قدر قو گر بے اُذر نہ ہونئی
 سہج نہ تھا کہ اُس کے دل کو حیر نہ ہونئی
 باطن میں کد کسو سے تجھے دوستی نہ ہو
 لیکن تجھے رعایت طاہر ضرور ہے



ظہور

سیو سلگھہ ”ظہور“ در موزونان عصر نہ ہوس گوائی
 و نیگو نیادی مشہور اسب - در رخصتہ تتبع دیوان
 انعام اللہ حاں یقین می کند و در اکبر آباد دسر می برد -
 ار بس کیا دہار لے سب کوہسار سبر
 کیا ہے عجب دو سلگ سے نکلے شوار سبر
 ظہور اس باب پر مت حائمو دہار تو اس کی
 کہ جو کہتا ہے سو وہ سبر گل دہسار کرتا ہے
 جہں میں داندھنے محکو نہ آسہاں دینا
 گلوں سے ملے کی رخصت تو داعیاں دیتا
 رقم صد سے دوا نہ ہوا مری در نہ
 یہ نوالہوس کوئی دربان حانماں دیتا
 حی نکلتا ہے مرا اس بے وفا کے واسطے
 اس کو لے آؤ کوئی مجھ تک خدا کے واسطے
 مجھے منظور تیرے ناع میں چلے سے اتنا نہا
 جس میں فدہ دے کو دیکھ کر سسناں اکھڑ جاتا

۴۴

سیتا رام مددہ تھکس راٹ گاہس کشپور است و
 سخن او بدل جاگیر در ریختہ جمع دیوان انعام الہی حان
 یقیں می نماید و شعر را دستگیری و رفتگی می گوید :-
 نہ ایے مبتلاؤں پر عصب اے نوحواں دھیمیے
 اُبھوں کی دلمیری کباکے اُبھوں پر مہرہاں دھیمیے

مدام کیوں کہ مرا حی رہے نہ صہبا میں
 کوئی سراپ سی شے دوسری ہے دنیا میں
 یہ تو توتے سخن سبک سے وہ پھور سے
 میسرے سے دل کی کہاں نار کی ہے میغا میں

کمی توے نہ کی اے ناعدان میسرے ستانی میں
 پیا چیں سے رھنے میں اک آن * آشیائے میں
 چمن میں اس کے آئے سے منقص کردیا محکو
 حلال صیاد نے قالا مری دھو میں محکامے میں

گلی تک یار کے چاہیے اُسے آرا د پھمچے گا
 کہاں دارالشفاء تک یہ دل دھما د پھمچے گا
 مرے تابوت در حادثت بھوں پھولوں کی چادر کی
 کہ میردی ہمیں پر وہ سر و ڈل دھسار پھمچے گا

اُس نے نہیں کیا کبھو ہم سے دراٹیاں
 مر حائے حو یار کرے بے وفاٹیاں

دختر در سے کھہ کہ اس سے ملے وردہ عمارت افیم کھاوے
 ہزاروں معلیٰ ناریک آویں دل میں اے عمارت
 اگر راف سیہ کا پیچ اس کے ملہ یہ کھل جاوے

—*—

عشاق

’عشاق‘ دسائی طبعیت ار تخلص پیدا اس
 دلمدی دھلش ار سندس ہویدا —
 حط سے زیادہ اور ہوا حسن نار کا
 آخر حراں لے کچھ وہ اکھارا بہار کا

—§—

عزیز

مصر سخن را عزیز ساہ عرب الہم عزیز طمع رہ
 داستہ و بکر والا شعر را عارفانہ گفتہ و گل چاک خانہ
 ار گریہ اس شگفتہ —

قارتا پہیں ہوں نازک و کتاری کے رحم سے
 مانکی نگاہ دیکھ تری دل گیا ہوں میں

کان سک ہوا ہوں تورا حسن شعر دیک
 لونی بڑہ کی حب سے لگی گل گیا ہوں مہ

—§—

دل ہمارا دسب و ہاموں کا ہے دیوانہ ہندو
مرچکے ہیں نس یہ خوش آتا ہے ویرانہ ہندو

حکم کیا ہے اسے راتوں کو ترے کوچے میں
دل مرا مالہ و فریاد کرے یا نہ کرے

عدد اب ہم تو دہت یاد اُسے کرتے ہیں
یاد ہم کو وہ پری رات کرے یا نہ کرے

حراپ محکو نہ کر جان آسما کر کر
درا کرے ہے کسو سے گوئی بھلا کر کر

صیاد کے تو ہاتھ کہاں تک نہ آے گی
دلہل قفس سے کس ملک اب دل چھدائے گی

رباعیات

ناصح کا یہی کام ہے تدبیر کرے جو ہرے دوانا اُسے رنجیر کرے
اس میں وہ حیلے یا مہرے لارہے اُسے تدبیر کے کرے میں نہ تقصیر کرے

— * —

تک ایک تو کو انتظار حاکم ہے کہاں
تک اک تو پکڑ تدار حاکم ہے کہاں

اتنی دھڑی اے دل تو نہ کر بے صبری
آتا ہے وہ یار دیکھ حاکم ہے کہاں؟

— * —

تو بے ہمارے دل کو سنا یا تمام عمر
کرتا ہے کوئی کسو سستی اتنی دراٹیاں

پھلستا کر آپ کو ہالوں میں اس شانے نے کیا پایا
پہن کر پانوں میں رنجیر دوا لے گیا پایا

کہے گا یار سے اے دل تم اپنا نو تو کیا ہوگا
دکھ اپنا شمع سے کہہ کر کے پروانے لے گیا پایا

نہ کبھو خاکساری ہمع گد اے عداۃ نو ہرگز
ملا کر آپ کو ساتھی میں ویرانے لے گیا پایا

کسی کے سینے میں ہرگز مرا سا داغ نہ تھا
مرے چراغ سا روشن کوئی چراغ نہ تھا

چمن میں کھینچ کے لے رہیں گدڑ ہاں * سحر کو
و گر نہ سیر چمن کا مجھے دماغ نہ تھا

نہیں آزادگی عاقل میں دیوالے میں ہوتو ہو
تلاش سودتن کس میں ہے پروانے میں ہوتو ہو

سبک نہیں کہ حائیں ہم ان گدڑوں کو چھوڑ
حاتی ہیں بلبلان بھی کبھو گلستاں کو چھوڑ

اے دل گلی سے یار کی کرتا ہے کہوں سمر
کیوں کر چھے گا ایسے سخیلے حواں کو چھوڑ

مرنے کے وقت یار لے مجھ سے کہی بے دان
اے عداۃ تو چلا ہے کدھر اس جہاں کو چھوڑ

سُحُل اُمید نے وفاؤں سے دلِ سلامت پھرے تو پھل پایا
مقامِ رندگی سے کوح کر گئے حامد یارِ اپنے
وہ منزل پہنچے اور ہم داکِ ہمتے رہ گئے ہمیں نارِ اپنے

اسیری نے مرہ لگتی ہے سن صیاد کیا کیجے
دس کے کلمے میں تنہا عہدِ ورناد کیا کیجے

پتکتا سرِ حو سنگِ صورتِ سیریں سے بہتر نہا
عہدِ تیسے کے سرِ حوں دے گیا ورہاد کیا کیجے

ہم راسخوں سے نہی حو کچھ اقرار نہا سو ہے
دا آسما صحتیح و دلِ آزاد تھا سو ہے

پی کیف سین ہے چور نہ حاموں کرے گا - کیا
دو نا ہوا عرور نہ حاموں کرے گا کیا

دورِ لعلوں میں پھنسا نہا پھر حورِ نہیں دل پہ کیا گوری
مبار مسک تھا اس راہ میں کھیل پہ کیا گوری

اُڑا تھا حبوں سُورِ دل اپنے دود آہ میں 'عرب'
مسافر پر پڑی تھی سامِ عمِ منزل پہ کیا گوری

سب آشنا ہوئے پی کے بھرتے بیٹھے
ہوی ہے بے کسی اب یارِ دیکھئے کیا ہو

اے قاتلِ قبر پر مہری کدو بھولے گزر کیصو
حو یادِ آداؤں ہدستے ہدستے اک پلِ چشم تو کیصو

چہاں کی آنکھ سے حیموں اشک حو گرا ہووے
نہ اُس کا عیب سے طالع کا عقدہ وا ہووے

ناحق تو بتاں سے آسنا ہوتا ہے
کیوں درد و بلا میں مبتلا ہوتا ہے

مطلق نہ- مزدب ہے اُنہوں میں نہ و
محبہ سے بھی عشق دل سو جدا ہوتا ہے

— — —

رہتا ہوں حشر اہلی جاں نکروں سیتی
دکھتا ہوں میں احتلاط ہاموں سیتی

حسن طرح دھڑا میڑے جنوں سے صد
کب دشب تھا آزاد یوں مجہوں سیتی

— — —

عزات

صاحب طبع والا وطرت حصرت سید عدا لول
'عزات' پسر سید سعد اللہ قدس سرہ تصدیق طاب
و داطن محلی است و داریاب علوم کسی و موہم
محلی - اصلش ار موضع یریلی است و مولود
مہاش سورب - کتب متداولہ عربیہ ہجہ آموختہ اس
و ار فارس پیر بہرہ اند و حثہ 'لحوش گو و حوش' صدر
کے است خداش سلامت دارد۔

و قیروں سے نہ ہو دیرنگ لالہ وصل ہواں میں
ترا حامہ گلابی ہے تو میرا حرقہ پیگوا ہے

میرا تبار دل میں اُسے دیستبر کیا
حاموش ہو کے بالوں نے کیا خاک انہر کیا

دھاروں میں وہ حکمران مہکوا اس گل رو کا مہکنوں ہوں
مرے دبھیر کرلے کو گلابی ہار دبھیر بھا

سب سے آراک و گرویدار ہوں کن کا اُن کا
دندہ دندوی سرکار ہوں کن کا اُن کا

یار عاشق کا حریدار کہاں ہے کہ تمہیں
مہراں ایک وہ نارنگ میاں ہے کہ بھیں

مہکو گل روے حموشی سے کیا قتل سو کیوں
دلہلو دم کہو کیا سماء میں زباں ہے کہ بھیں

چلایا مصہف دل روے کھوں برق تغافل سے
حو سچ ہولوں بھٹے جوتی دسم کھالے کے کام آنا

کذا دن پڑے ہنس مہکو نری صبح وصل میں
بھک سیہ کی کہتے بہا راب ہو گئی

بٹھا چلا میں حلیوں طرف وادی حلیوں
دبھیر پٹاں پڑ کے مرے ساب ہو گئی

اے سالک اندطار حلی میں تو کیا ہکا ہکا ہے
دگولے سا دو کرلے طوف دل دھلو میں مکا ہے

چراغ گل کو دوسن کر دیا آہوں کے سعلے سے
ہزاروں درجے دلہل حام پروالے سے پکا ہے

حو ہے ہر سنگ میں بدھاں سو آتش اہل سے چمکے
سبوی میں حق ہے پڑ عارف میں کدا رسوا دھکا ہے

وہ کلرو کیا مری دلہل اُپر دیداد کرتا ہے
گئے ہب نال و پد سب وار کر آراد کرتا ہے

ہو دم وہ صام گر سوا حوں حوار نہ ہوتا
دا لہہ کہ حیتا سچھے درکار نہ ہوتا

بے ذلری سے دوسن دل اگر داع نہ ہوتے
ہر گر کسی آٹیلے پہ زنگار نہ ہوتا

ہوس و دل لے کر ہمارا اب نہیں لہتا سلام
دے جواب اے بے مروت ہم نے تورا کیا کہا

سب حیتک ہم حلوں اوپر داس
ہات سن راکھ لے آرا مت دے

وہ سحمت تر اول سے ہوا سن مری وریاد
ڈالوں کا مرے پتھر اثر ہووے گا پار

اگرچہ یار میں وحشت ہے کچھہ میا دہی ہے
ہے اس کی دصع تو ہیتمامہ آسما بھی ہے

اے تلخ کو ترے لب سیریں میں سحر ہے
تو حس کو گالی دیوے وہ تجکو دعا کرے

حشر میں قمر سے کہتا ہی اُتے گا سے کس
کہ کہاں سے ہے کہاں حام کہاں ہے سیسا

دلہے ہیں تیری چھب کے سہہ سے حمال والے
سب گل سے گال والے سنبل سے بال والے

سب ہو تو ڈھلا ڈھلا بخت سیاہ گر اُحلے
اے العی سال والے بھگدے درمال والے

حو اک دم سہ لٹا دے اس کو بھی گھٹ جائے کہا تیرا
گہا حقے سے بھی کہا یہ دل ویران کس میرا

میں وہ سکڑوں ہوں کہ حلیوں گل چمن مسکڑ میں
ہر کا داس پہ مرا پھاتے گریہاں کے ہاب

ہوا ہے قحط الفت تب تو ڈیوانوں کو طملاں سے
بعد دسنام سنگیں انکو پتھر بھی نہیں ملتے
حلد مرگئے تری حسرت میں ہم پو ترا دیر کا آنا نہ گیا
حلیوں موج آب ہے یہ حلیوں حر و قن مسکھ
ر نکیر کی صدا ہے دم ریست مسکھ

ایک ہوسہ دے اے کافر فت خدا کے واسطے
مر رہے ہیں ہم اسی آب بقا کے واسطے

سیہ زری اے سیریں لب میں سعی آہ سے کاتی
وہ پردہ ست سی سب ایسے دیسٹہ جاں کاہ سے کاتی

گئے سب مرد رہ کے رہیں اب العس سے کامل ہوں
اے دل والوں میں اں دل والیوں سے سب بے دل ہوں

ہر آن حلیوں ہمیں سمری ہیں جہاں کے لوگ
جائے ہیں پیس و پس چلے اس کاراں کے لوگ

پو رنگ ہے آئینہ دل ہلد سے عذاب
گر چاہے صفا ہاں تو صفا ہاں کو پہنچ تو

سوے پو بھی توحہ ہے حلیوں کو میری عرب پو
بنا پتھر ایسے طحلوں کے گدیہ میری نریت پو

دیم بے سمل ہوا میں نبیغ نگہ لب دکھائی
کس پہلے وقت دریا ہو گیا حلال کہ بس

کب لگ احباب کا دم مٹکے دکھائے گا ملک
خاک ہو گئے ہیں بہت اور ہیں چلیں ہار کٹی

دیکھتے ہوئی وہ بالوں کا بدوں نے پکڑے کان
سمع رو میرا یہ سب آتس رحوں کی ساک ہے

خاطر داراں میں ہے ہم خاکساروں کا عیار
صاف ہے شکوہ دلوں میں کیا مکتبہ خاک ہے

اُس آہں دل کا جوہر بدل جانے ہوں دھانی ہے
صعائے دل کا وہ ہر چاند دم مارے رہا ہے

ہنگولا ہو کے راہ نے ستموں میں کوہکن اب انگ
سَم گُلگوں کی ماتی ہانہہ لعل چھاندا ہیٹھا

چشم رکھتا ہوں کوئی ایک بل نہ دووے مرے بعد
آپ کو حبوں شمع میں مرنے سے آگے رو چکا

خون گل رجاں میں مثل لالہ حوس دھا کرئے
حکمر پو داع کھا کر خون دل پی کو ہنسا کرئے

بیدر ہو شینج ہوا ہے دکھو طلاں کا مرید
مردہ بولا ہے کتن پہاڑ ویا سب آئی

مضب ہے وہ صدم آنکھیں دکھا بطور پتہ داتا ہے
یہ دل دیئے کے عصیاں کی سرا ہے حق دکھا تا ہے

حو ہم یہ طعلوں کے سنگ دعا کے سارے ہیں
نقروں کا سکڑا نہیں ہم خدا کے مارے ہیں

اپنی آنکھوں اُپر فتناہ کرو آج صبحہور ہیں پہلا کیا ہی
 بس کرو رات کو لہجہ رکھو کیا اسٹروں کو سار تالو گے
 ایک رسوا بہت ہے شہرے کو جمع کرو کیا اچار تالو گے
 دل مہن دل لے کے یوں مکرے ہو کہ گریبا ان تلوں میں اندل فہن
 مجھے رافہن دکھانا کیا سبب آچا میں فہن ہو
 اُکھٹا اس میں دل کا وقت سب تھا مہن نہیں روحہا

باع میں صر صر سے ہوتی ہے خزاں آہر کو دیکھو
 عاقبت عاسی کی آہ اے گلدن دریا نہوں



عاصی

دور معصوم عاصی ار برہان پور است طبع سلیم و
 دھن مستقوم دارد حـ
 سمجھے ہیں ہم کہ اب کہیں ہم نے بھی دل دیا
 بیٹھے کہیں ہو بات کہوں ہے نظر کہیں
 آتا تھا تیرے منہ کے مقابل ہو آفتاب
 ایسا گرا کہ قیغ کہیں اور سپر کہیں
 کیا ظلم ہے اے سوئی سی یلموں والے
 آہستہ سپر رحم ہیں دل کے آلے

وصلِ کُل میں چاک چاک اپنا گریبان کھینچ
دل سے تادکے عشق کے ادھڑیں اگر تک سیتھیں

حلموں سے رلنا ہے حیلوں موج آب اتنا مرے حق کو
کہ نقشِ زندگی مت جا رہ پھاڑوں گو گریہاں کو

جاننا ہوں اسکا داری خو اب دہن ہو پھر کہ
اے چشمِ دوست داری خو اب نہیں تو پھر کہ

سُادہ اُس رلف میں پھرتے رہ سکن کہدا دھا
باب کہتے ہیں سب وصل چلی دادی ہے

بعض در سان حضرت امیر المؤمنین علیہ الصلوٰۃ والسلام

واقع شدہ اسب —

واسطے اُس سادہ کے دراش و درب ہر سدا
کیہمچتا ہے حیثہ حرسید سے ردیں طلما

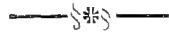
—§—

عہد

معتدراں عہد نکلیں از توہیت کردہ ہمارے راو
دکانی است از منصب داراں سرکار والا اود و در
سکن تلاش معنی تارہ می نمود

اُنہی دوے سے مرے اندر کھل کی بھوں سے چھیں
کس طرح تھیرے کہاں اس بارش و مرسات میں

کیوں کر دوا کے دور کتیں اے کمپاری
اب تو ہزار سال کے بدھنے لگے گھڑے



عاجز

عارف علی حاس عاجز تخلص ریختہ را ہموار سی
گوید و در حصصہ بیباد سی گذراند —

اے درد پوش تم ہو اگر ساحِ دُعموان
عاجز اچن دایع عشق کا رنگین پلمنگ ہے
تیری درگشتہ مرگاں کا حیاں آتا ہے یوں دل میں
دکن کی دوح خیوں بھالے پکڑ پلمنگ پر آدے

تیری نالکی ڈلی میں ہم گرد کو سر سے دیتے ہیں
خدا وہ دن کرے قابل کہ نو اس راہ پر آدے
حاصلِ رنگی سے کدا ہو گھا حو چھوٹے
عاجز ابھی پڑا ہے ملکِ عدم کا چھگڑا

تیری سمون میں اے گُلو ہمارے اسک حوئیں سے
پلمک کے ہاتھ میں یاقوت کے دانوں کی مالا ہے
وہ دوانا ہوں کہ اب شہر کو صحرا سمجھوں
چتر شاہی کو بگولے کا چیلوا سمجھوں

اگر اس سعلہ حو کی اہم میں خیوں سمع حل سکھے
پتنگے کی طرح حو سے فدا ہوتے کو چل سکیے

نہ چھپی وہ نظر گزر گئی سینے سے
وہ تیرے ہے * دھت ہیں دیکھے نہالے



عاشق

میر یحییٰ محاطب ہے عاشق علی جاں عاشق مواد
و منشاں دکن اسب و فکرس بلند و سخس ارجمند در
مونیق محضرب سیدالسرمد گوید —

ہیں سہید کرلا سب سوج بوج
مصطفیٰ کی آل کا کیا رنگ ہے

درالا یاد حب دولا مرا آدا رہے در ہے
تو ہم بولے کہ منہ دیکھو رہے کے سولہ آنے ہیں

وقت بد میں کہا کسی سے ہے روافیت کی امید
دہاندا ہے حب روال آتا ہے سائے سا رفیق
صاف دل آرسی سا کوئی نہیں اندک منہ دیکھی آشنائی ہے
یار کو دیکھو میں گردان ہوا اس تحارب میں محکوارا ہے

نکلے ہیں اجلے بال چناتے ہیں تب سے ہم
دورہوں کے بیچ ہم بھی چنندے حواں ہیں

ہاتھ پر ہاتھ سرے دھر کے چلے آئے ساتھ
دیکھو طالع کی مدد آج سرے ہاتھ پڑے

مچھ سے لے دل کی اکر تصور کھینچا چاہیے
اے مصور صورت دل لہر کھینچا چاہیے

— * —

حرف الہین

غروب

مکھک دماں غروب سحرش حالی ار عزامت معنی

نہست —

تیری بغل ہی میں دل پر داغ ہے عریب
حسرت چمن کی گاہے کو یہ داغ ہے عریب

— * —

حرف الفا

فغاں

اسرف علی حان فغاں نکلیں ار عہدہ منصب
داران عہد سعادت مہد اسب وضع ظریعہ دارد
ہفتضائے مرا نطب درحالی دار یاب سکن گرم می دوست
و سریشم احدا طے می نماید —

شکوہ کرے ہے کیوں تو مرے اسک سرح کا
تیری کمب آسیدیں مرے لوہو سے بھر گئی

نگہ کی مار ڈاں ہر چہن بچلا آتا ہے وہ ظالم
کلیہا چہن گیا دل چہن گویا کیوں کر کہ تل سکئیے

ہماری سرخ دیمتانی کے تہیں تکریر کر سکئیے
حو اعلیٰ کے تڑپنے کی طرح تندرید کر سکئیے

مصور لے مرے آسو نورے آنکھوں کے دھیسے کو
بہت رو رو کے آب گوہر فلطاں سے کھینچا ہے

میری چھاقتی سستی حب آہ کی باہر فقیر آوے
دگر کو چھینک کر حق کو جلا کر دل کو چیر آوے

اگر کیسی سخن مہرا بہال ناک کو پہنچے
صراحی شاخ ہو جاوے شراب انگور سے تپکے

وہ چنچل کوہل رلڈیں دار سے ساتے کو پھیری ہے
ارے دل کیا خبر تیری کہ آنکھوں میں اندھیری ہے

پڑیں مہرے گلے میں قہریوں کے طوق کے حلقے
اگر وہ سر وقت رلڈیں کیلے مصحف ہر مہن آیتھے

ہنسے جب کھل کولا کر وہ رنگیلا پھول بن جاوے
نظر حب تیرا کر دیکھے پتی کی ہول بن جاوے

عجب سور چندوں ہے اُن دنوں مہرے دھالوں میں
کھو محبتوں سے ہو دن چپ رہے ہمکھول بن جاوے

آزادیں حب چمن میں خاک سر پر اُس رنگہلے بن
سر ادب ہلبلوں کے نکھت گل دھول بن جاوے

دوانو کوہ و صعدا پر چندوں میں ہوا حاکم
کوئی حاکم کھو دھواں و مکتوب کا دکیل آوے

اردو سما رسیتہ است —

میں سراب دیکھ گیا را کیے ہوئے
پوچھا میں اس طرح سے چلے ہو کہاں میں

کہنے لگا لے بیچ کو عصے ہات میں
سمتا ہے بے نہ کون دناں ہے میں میں

— — —

حرف ا لہاف

قائم

مکمل قائم قائم، تخلص شعریں پسندیدہ است

و نکرش سادہ —

دریا ہی پتھر ہو نام ہے ہر یک حباب کا
اُتوہا حاکم گر یہ بیچ سے پورہ حساب کا

کیوں چھوڑتے ہو درنہ جام سے کشو
ہے یہ بھی درہ آخر اُسی آفتاب کا

درنہ دل کچھ نہیں کہا حاکم
اے چپ بھی نہیں رہا حاکم

ہر دم آئے سے میں بھی ہوں نام
کیا کروں پڑ نہیں رہا حاکم

~ [ا] رہا ہیں [ا] رہا نہیں —

آوارہ پریساں و سستہ دل و بد نام
سہمے تھے فغاں جس کو سو آجھی نظر آیا

ہستی کی حوامی نظر آتی جو عدم میں
ہر گز کوئی اس خواب سے بیدار نہ ہوتا

اے سینچ اگر کفر سے اسلام جدا ہے
پس چاہیے تسمیح میں رہا رہ ہوتا

— * —

فضلی

شاہ فصلی دکنی ، طبعی بلند و فکرے ارہمد

دارد درجے اراں دریاں حامد و سیف کاغذ می سپارد —

مصور گزری تصویر کو چاہے کہ اب کھینچے
انوارے ایک سارا چاند چہرے کے بدلے کو

سحق کو میں کہا تک ملتہ ذو دکھ
کہا آئینہ رو ہے بہتہ ملتہ دیکھ

دلف کے سلسلے کے طالب کو
پہنچ دے کر مرید کرتے ہیں

تیرے دھسار کی صفا آگے ملتہ دکھو آدس کی صافی کا

— * —

فدا

فدا ہی دالم کیسب و کھٹا ٹیسٹ - این قطعہ

دھن کو تیرے پا پا دات کہتے
 ہماری حر رسی میں کیا سسکن ہے
 نہ لٹا دل کو اُس کی مرگاں سے
 ایسے حق میں دو گالتے سب دورے

دل تھوکتا سینے میں مرے نوانےکھی ہے
 یہاں راکھ کا اک تعبیر ہے اور خاک ڈنی ہے

دی میں چہا میں دھیں دو کچھ دسو گتھیں سہیاد کے ساتھ
 سر پتکے ہی لٹا اب درو دیوار کے ساتھ

نہ دل بھرا ہے نہ اب ہم دھا ہے آنکھوں میں
 کہیں حور رے تھے حورن دم دھا ہے آنکھوں میں

میں مر چکا ہوں پہ بندے ہی دیکھنے کے لئے
 حباس دار تک دم دھا ہے آنکھوں میں

وہ مکتو ہوں کہ مہال حباس آئیدہ
 حکر سے اشک نکل دھم دھا ہے آنکھوں میں

اب کے حور یہاں سے حائیں گے ہم
 پتھر مکتو نہ مکتو دکھائی گئے ہم

حور چاہئے چاہے ۸ کا سر شہزادہ
 حائیں ہوں نہ کر دکھائی گئے ہم

آتیارے سنم یا حہا کیا کرے
 بھارا یہ دل ایک کیا کرے

میں حانا ہوں کعدے سے اب دیو کو
 بھلا یہ دھنی دیکھوں حہا کیا کرے

ہا ہے ماتم کو بت سرے دل میں
 اس نگر سے نہیں رہا * حاتا
 یہ کہیو ہو قاصد کہ ہے نیرام کسی کا
 پُر دیکھو لیتا ہے کہیو نام کسی کا

یک دگر حب حقیقی آنی تو چھوڑا کیا ہے
 تم کو حواشہ بہک ہم کو خریدار بہت

بولا اے ابر مرکاں اب تو دس کر
 اتنی تو گھل گیا ہے تو برس کر

بہار عمر ہے قائم کوئی دس
 اُسے حیرن گل پیارے کات ہنس کر

ہمارے درد دل کے تئیں یہ کہ لے درد بوجھ ہیں
 ہم اے حسی سے عاجز ہیں لبھوں کو عیس سودھے ہوں

روکے ہے کون نیرام سرے عشق لے کہا
 بولا ادھر سے داع حکمر لے سبر کہ ہم

افغان و آہ کستہ دیدار کیا کرے
 حو قتل ہو چکا ہو سو فرمان کیا کرے

میں دوانا ہوں صدا کا سچے مست قید کرے
 جی نکل جائے گا رنجیر کی چھکار کے سات

پہلے ہی سوچتی تھی ہمیں یہ سب دوان
 یہ رات لے طرح ہے جدا کہ سحر کرے

معدے اے سرو قد آچھہ بازے مارا براکت سے
معدے گل ہماری قنبر اوپر دار دو رکھو

—*—

فادری

سند حلیل قادری تحصیل، رستہ را ہمارا سی گوید
و در دکن بسر سی ترک -

حوش اگا حب سے فقر کا کہل
پشم کر دوحید ہوں دہا کو

—(—) -

حرف الکاف

کلیم

محمد حسین 'کلیم' تحصیل سہش دل پڑو اسب
و حرفس بدل حاگیو -

آتی ہے دل پہ قلمقل سہذا سے اب سکست
وے دن گئے کلیم کہ یہ سوشہ سنگ تھا

میں نانکھن سے پڑے پھیں ترکدا * رفیب
گر دل میں ہے تو محکو ہنی المکار دیکھدا

نہ کچھہ برا ہوا پڑویز کا نہ سپرین کا
ترے ہی سر پہ اے فرہاک چو ہوا سو ہوا

سرا کوئی احوال کیا جاندا ہے
جو گزرے ہے، بکھڑے پر خدا جاندا ہے

(—) ، (—)

قدرت

قدرت الہیہ، قدرت تعالیٰ پر سخن قدرت دارد
و بسا اہکھاں آداسی گزراںد -

قاعدہ شہابِ حا کے حیر لا تو دار کی
حالتِ بدستِ ہری ہے دل لے قرار کی

—*—

قدر

قدر بقدرِ کاملِ عداوت در چشمِ قداں سخنِ صبرِ قدر دارد -

آے ہو آج تو رہاؤ سخنِ رات کی رات
الہیہِ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات

—*—

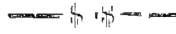
قاسم

قاسم دکنی از قرابت کرد ہائے عزت اسب -

دیکھد بکھد چہرۂ طلا کا رنگ
اُر گھا آج کھار دا کا رنگ

میں ہار دیا جان تھکے مولسری کا
اک دام بھی بکھد سے دہ لیا مولسری کا

سو درصہٴ رضواں کو میں ایک آن میں دیکھا
حب گل کی طرح چاک کردیاں میں دیکھا



کھتر پین

کھترس سحرش رہاں رد عوام اسب و طبعش مانگی
دا ہادی و ایہام —

دکھو پکڑاں والی کن مراحس حصم کے روبر دہنتی ہے ساحیں
تم پیاد سا پسند ہو ہم کھتریں تھیادے
کے بھر دو گے ہم کو مارک دیاں پیادے

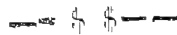


کافر

میو ملی نقی کافر تخاص دہنتیو آشنائی دیکمانہ دارک
و معاون سدہ گری دسر می درد —

حسرت سے ان دتوں کے دل پر کدورتیں ہیں
مستی کی صورتیں ہیں کافر یہ صورتیں ہیں

کس کس طرح دتوں کی صورت لے رنگ پکڑے
کافر ان انکھتریوں نے دیکھے ہیں کہا جھمکڑے



نساں مجھہ دل کا ست دو چھو یہ مجھوں
کہیں اس طرف ویراے نے ہوگا

فیر میں ہی اندے ہوا گہا اپنے کلیم
آہ کیوں درد دل اپنا نہ کسی کو سونپا

دنا صبح تھکے ہمارے عجب میرا رنگ تھا
دوسں تھی شمع آہ دل اُس پر پتنگ تھا

رکھتا ہے رلف یار کا کوچہ ہزار دہج
اے دل سمجھہ کے حاتیو ہے رات مار دہج

سو رحم کھا چکا ہے دل اس پر حگر حلا
کہتا ہے محکو رحم ہے ایک آرزو ہلور

حو صدا آئی ہے اس وادی سے ہے سیدہ حراش
یہ کوئی دل روتا حاتا ہے نہیں مانگ جس

پوچھہ ست عم کی داستان اے دل
کہ پڑا تو آسمان اے دل

ماند سرو ہوں کہ نہ گل ہے نہ ہر مجھے
بے کار باع ہوں یہ سر اراد باع ہوں

اب دم سمرٹ گئی سے مجھے کار دبا ہے
ہر دم مرے حساب میں روز شمار ہے

عزیز حسن بہکن ہمیں کسی کی دہان کو پھینکے
فرض تم سن چکے احوال ہم دردناک کو پھینکے

اُس کے ابرو کی اگر تصویر کھینچا چاہیے
اول اپنے تہل پو شمسیر کھینچا چاہیے

اینا چاک پیرہن بھاتا ہے دیوای کے تئیں
آگ میں جلدا بھلا لگتا ہے پروای کے تئیں

— — — — —

حرف الہم

مظہر

ادا فہم معنی پرور مہررا جان جانان مظہر اصلش
ار مہرورہ نکارا و سولہ و ملشاش اکبر آباد است
بہر اواف سب و دیالیت حسب موصوف اسب و مہارم
احلاق شریف معروف حقا کہ دانش مظہر تصانیف الہی
اسب و مظہر ادوار فیوض عبر متلا ہی ار اد و حیاب
الی ہومنا ہذا کہ عمر سورہش نہ پیدہائیں خطوئے سہون
اسب ار بلکہ منشی بدوکل و انروا بسر بودہ و ار والا ہمتے
سر اسعلا ندادشاہ و وزیر فر و فساحتہ متکی مسند فرائع و
مربع نسین چار نالیں عزامت است ار استا کہ علم فقہ و
حدیث خطے وافر دارد و ار کتب سیر و تواریخ دہرہ متکابر
سہش ار دلد ہوتی ہسعر و ساعوی فرور نمی آید و اس مسئلہ
ہا را سرمایہ امتحان ہی انکار - چنانچہ اکثرے از اسعارش
ار راہ بے پروائی ار صحتہ خاطر محو و منسی شدہ و برخہ

گھاسی

میر گھاسی در احوال اس اطلاع بدست —

تو ہو اور داغ ہو اور دوسرہ کرنا دابل
توری آوار سے حیتا ہوں نہ مرنا دابل

— — — — —

حرف اللام

لسان

میر کلہم اللہ لسان نکلص حواں حوش دو و حوش
حو بود - چاندے دریا قب فقہر بسر بردہ در عین ملتوان
حواںی حا گرم نہ کردہ رحمت ہسراے حاسوہں کسید —
حدا ہو مکھہ سے مرا یار یہ خدا نہ کرے
حدا کسو کے تئیں یار سے خدا نہ کرے

تو حب ملک کرے اسرار وعدہ مکھہ سے سکن
عصب ہے عہد اگر تب تلک رفا نہ کرے

سکن حو تھہ سے ہوا آسنا سو حی سے گیا
خدا کسو کے تئیں تھہ سے آشنا نہ کرے

گناہ مرنے میں لسان کے چارہ گر کا نہیں
طہیب کیا کرے تاثیر حو ذرا نہ کرے

درگس و گل کی دکھو کلیاں کھلی جانی ہوں سب
پھر ان حوادید سے مستوں کو جگاتی ہے بہار

ہم گرفتاروں کو اب کیا کام ہے گلشن میں لپک
حی نکل جاتا ہے حب سے تھے ہیں آتی ہے بہار

اقتی فرصت دے کہ رحمت ہولیں اے صبا دہم
مناظروں اس داغ کے سائے میں دھے آباد ہم

ابھی مہ کسو کے پیش رنج و انتظار آوے
ہمارا دیکھیے کہا حال ہو حب تک نہار آوے

رخصی بڑی بگڑے کا ہک پل جھا تو پھر کیا
صدا کی نعل میں تک دم لیا تو پھر کہا

بہیں کچھ ہم کہ کدوں ملتا نہیں پیمانہ گسل میرا
میں دوتا ہوں یہ دل کی بے کسی پر ہاے دل میرا

یہ دل کب عشق کے قابل رہا ہے کہاں ہم کو دماغ و دل رہا ہے
بہیں آقا کسے تکھیے آ رہو جواب یہ سہ پاؤں سے پڑے ہل رہا ہے
حدا کے واسطے اُس کو نہ تو کو یہی اک سہر میں قاتل رہا ہے

اے گل کو گل کہوں تو تو بے رو کو کہا کہوں
لوہوں بگڑے کو نیخ تو اورو کو کیا کہوں

تجلیں گر تری پسب و لعل اُن کو نہ دکھلائی
ملک یوں چرخ کھنوں کھاتا رسن کہوں مرش ہوجاتی

ہنا تیری کھ پا گر نہ اس شوخی سے سہلائی
ہ آئیں کیوں اہو روئیں انہوں کی نیک کیوں جانی

ار عدم اعتدال و نوحہ دایں میں مہجور و انتر گشتہ لیکن
 چوں عشق سکن سرشت آت و گیس هست و مہر معلی
 جاگزیں دلس ار درط استدالے عشق معنی ہر گاہ ار صحت
 صوفیان حلقہ و مستفیدان خدا حوالہ فرمیں دست بہم
 می دہد منوجہ این سغل بے حاصل می گردد و میزرا مظهر
 فارس دو میدان و والی دو مملکت نداں اسم و سر
 فارسیس بغایت لطافت و نظام ریختہ اش نہایت عذوب -
 گئی آحر دلا کر دل کے ہاتوں آشدان اپنا
 بچورا ہائے بدل لے چمن میں کچھ نساں اپنا

ہمارے ساتھ سے رہ دل بھی بھاگ لے کے جاں اپنا
 ہم اس کو دنا ہے تھے دوست اپنا مہرباں اپنا
 یہ حسرت رہ گئی کہا کیا مڑوں سے زندگی کرتے
 اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا داعیاں اپنا

مرا جلتا ہے دل اس بدل لے کس کی عزت پر
 کہ گل کے آسے پر جن لے چہورا آسماں اپنا
 کوئی آردہ کرتا ہے سخن ایسے کو اے ظالم
 یہ دواک حوالہ اپنا مظهر اپنا حانتاں اپنا

ہم لے کی ہے تونہ آرد دعو میں مچائی ہے بہار
 ہائے کچھ چلنا نہیں کیا مہم حانی ہے بہار

لالہ و گل لے ہماری خاک پر قالا ہے سور
 کیا فدا مہ موڑوں کو بھی ستائی ہے بہار

مظہر و خان آدرہ کردہ ار نبیا تو حقیرت گمچ سکو اسے
چنا بچہ گوید —

کرے کیوں نہ شکر لبوں کو سر پہ کہ دادا ہمارا ہے بابا دردی
با وصف درود پیری و درط صعب و نا توادی ہا
مردے بود دعا بت گرم حوش و چسبناں اختلاط ہر گاہ
دندانس ار قزلہ ریکنند جان آدرہ ار مراج سامو
پیدائش می گف - شعریں حالی ار تراک دیست —

ہم نے کیا کیا نہ بڑے عم میں اے محبوب کیا
صبر ایوب کیا گریہ یعقوب کیا

اے شعر دار قلمرو ہمدستان مہمبول طمانع بود
لیکن ادسوس کہ نہ مصون تھما کردہ مخلص مہندل
در آمدہ —

دار فراں تو جہاں اے لب محبوب کیم
صبر ایوب کیم گریہ یعقوب کیم

گر حرب حق رداں سے ہمارے کبھو سنے
احوال ایلا دیکھ کے حلاج سر دھنے

کرے ہے وار نقی کامل کو سراج ہوا منصور سے نکندہ نہ حل آج
سدی بہ حظ کوں دیکھ پیا رے عجب نہیں
ہو کر کے مسب ہونگ بھی ملے اگر چہ

کیا سمجھ نہ دہا ہے دلہیلے چہن موی آشیان
ایک تو گل ہے وفا ہے تیس پہ حور نامہاں

اگر یہ سود مہدی تھکوا آسا آئیں نہ سکھاتی
 ہو کیوں کر آداب حسن کی کرسی میں بید آتی

الہی درد و غم کی سرزمین کا حال کیا ہوتا
 محنت گر بھاری جسم نہ سے مہم نہ برساتی

توفیق دے کہ سود سے اک دم تو چپ رہے
 آخر سرا یہ دل ہے الہی درس بھئی

حواں مارا کیا خوناں کے اوپر میرا مظهر
 بھلا دھا دا ہوا تھا روز کچھ تھا خوب کام آیا

موتا ہوں میرا ئی گل دیکھ ہر سحر
 سورج کے ہاتھ چوری و بیکھا صبا کے ہاں

کسی کے خون کا پھاسا کسی کی جان کا دشمن
 نہایت مہم لگایا ہے سخن لے بیڑک پان کو

آتش کہو شورا کہو کو ٹلا کہو
 مت اس ستارہ سوختہ کو دل کہا کرو

حدا کو اب تجھے سو بھا اڑے دل
 بھئی تک بھئی ہمدی رند گائی

— ۳۱ —

مضمون

درس اہل معنی معتمد شیخ سرف الدین مضمون ار

سعدی قرار داد ریختہ اسب مسبق سخن از میرزا

دار دل آنکھوں نے سمجھا ہر کھیا ہائے کھنسا رو دیا رو نہ تھا

— * —

موزوں

نواب خواجہ قلی خان ذوالفقار الہ ولیہ ، موزوں ، تخلص از
دکن است طبع موزوں دارد =

موزوں نے راز عشق میں اب پھر قدم رکھا
ہے مصلحت سے دور نہ جانوں کرے گا کیا

— * —

میراں

مہرزا میر میراں تخلص معطاب نہ سہد دواش خان یسر
نواب علی میراں خان است طبع عالی دارد اور است -

آہ اگر داع سے وہ سرو حراماں گزرے
اسک قمری کا گاسدان میں طوفان گزرے

— * —

میاں

سکھ سنم بے نظیر مہر محمد تقی میر تخلص زاد گھٹ
اکبر آباد است وطبعش معنی ایتھان شمع استعدادش

مہ روے نے پودھہ پکڑا مسکمل ہوا ہے حہلہ
 یارو خدا کرے حشر بھا رہی ہے بہ سہلہ
 چلا کشتی میں آگے سے چلا * مکتوب حاتا ہے
 کدھو آنکھیں بہر آئی ہیں کدھو حی توہ حانا ہے
 مرا یہ اسک فاصد کی طرح اک دم نہیں تھمتا
 کسی بے تاب کا گویا لہے مکتوب حانا ہے
 مضمون شکر کو کہ قرا اسم سن رقب
 مصے سے نہوت ہو گھا لیکن حلا تو ہے
 ہلہلو شور چمن میں نہ کرو کون سنتا ہے تمہارے فریاد
 مے کدے میں گر سراسر فعل فاسمبول ہے
 مد رسہ دیکھا ہو وہاں نوی واعل و معمول ہے

— * —

مزمحل

مکتوب مزمحل معاصر مہاں آبرو نوک و در سبھن
 تالش معنی قرارہ می نمود گویا در اراحو عمر حلوں
 بر مباحث طاری شد و اختلا لے در حواسن ساری آخر
 دا سندھائے سوکری و ترک ملازمت ارباب دول پر داختہ
 در ساہتہاں آباد اراویۃ حملوں ساختہ بعد چلے دواے
 اراحمی شہید و رحمت اسراے حاموساں کسید -

ہوسناک مصر پہونچنا ہے کوئی
 کچھ سے دلبر عزیز دلہا کو
 رہ تھرے عقیقی لب کا شوح رندہ کرتا ہے نام عیسیٰ کو
 دورے گئے وہ کوہکن و قیام کے حق نہ
 میرے حنوں کا اب تو رسائے میں شور ہے
 را رنگ رو اس قدر درد ہے کہ یہاں رہنماں راز بھی گرد ہے
 گریخ درد میں گری ہے دور مرے پاس بھی اک دم سرد ہے
 اُس کے کوچے میں ہے کچھ مالہ شکاری کا دیر
 دیکھو کوئی مہاں میرا تو مددور نہیں
 ابغ نازک کو مری ہاب ہی میں رکھ دو کہ میں
 یس و فرہاد سا دھتانی و مردور نہیں
 کہا جائے وہ سوج کدھر ہے کدھر نہیں
 ہم کو تو تن بدن کی بھی آپے خبر نہیں
 مں دس پڑ خطر کا میں دانستہ ہوں کہاں
 دم کا ذکر کیا ہے ماک کا گزر نہیں
 دل دہلے پڑ ہے حی تو کرو جانماں خراب
 یہ عاصفی ہے شیخ حی حالا کا گھر نہیں
 حسن بروں میں ہے تو بھلا کہیے کیا کروں
 ہا ایک دل بساط میں اس کو بھی کھو چکا
 یا رہنا ہے والاں کاواں ساب مرا دل ہے الہی یا حرس ہے

در کردہ شعلہ ادراک سراج الدین علی خان آدرز است - وقیر
 میور اسعارش بہودہ و چسپے آب داندہ حقاً کہ دران تلاش
 معنی بیگانہ کردہ است و حرف آسنا را بروے کار آوردہ -

بہلا تم بقدر دل لے کر ہمیں دسمن گلو اب تو
 گدہو کچھ ہم بھی کر لیں گے حساب دوستان در دل

—*—

میور

مکد میور ، میور تخلص ، شعوش پسندیدہ است و
 سچس سنکدہ -

سہرگ حسن سے ار نہر وہ مککوب ہوا
 اپنے چہرے سے حق گنا ہے کہ کہوں خوب ہوا

—*—

مکسین

مکد حسن مکسین تخلص ار نس دوائ معنی ار
 خوند مککوب تقی میور اندوختہ است و چراغ ار فروغ
 استعدادش اورودہ -

حرف النون

ناجی

صحیح شاکر ناجی دھلے ، گوہلک روئے درودہ داشت و
دھواں سپہ گری علم سی ابراشت طبعس اکثر مائل
نا حاجی بود —

تکلف کھینچے حد سے زیادہ رکھے دو فیض
گو نام کو ہما ہے پد کھارے گا اپنے ہار
مہک ہوئی تھی دو گئی افطار کرتا جس کے گہر
اب دھاریں طے کا درودہ نہیکھ کر مہساں کو

ہر دیکھہ ظالم کی مہیں فتنے سے حالی الحفیظ
کیا قیاس ہے یہ تیغ پر تگالی الحفیظ

داغ میں عینوں کے دل توڑتے ہیں اور چھوڑتے ہیں گل
دیکھہ، تیرے رنگ و بو کہتا ہے مالی الحفیظ

ذون کا پیاسا تھا میرا جن نے گولائے بھکھو پان
کیا دلا لارے گی تیرے لب کو لالی الحفیظ

آج تو داجی سچ سے کر نو اپنا موص حال
مرنے حیلے کا رہ کر وسواس ہوئی ہو سو ہو

مہ نہیں کر داجی سے دل کو لے جاتا ہے وہ
پاس میرے لب تو آتا ہے دو دل پاتا ہے وہ

دل سرا دانستہ زنجیر راک یار ہے
ہے تو دیوانہ پر اپنے نام کو ہشیار ہے

اور کچھ عاقل تمہارا تو نہیں رکھنا مگر
جان تو لب آمدہ حاضر ہے گر درکار ہے
جان بلب ہوں میں نکل جائے نہ بد دان کہیں
دل میں حسب ہی دھی، حافی ہے آسان کہیں
بہ جائے کی شکست و درستی کہہ ہاے
یہ سب کیا پہ سپرخ ے دل میں نہ گھر کیا

— — —

موزون

میر رحم علی موروں تحصیل (۱) سکیمائے علم عربیہ معرفت
و باتصلایں من دارسیہ موصوف نا راقم اخلاص حاصل دارد
و گاہ گاہ ملاقات می پردارد —

اگر چہ خوش کمر موروں بہت ہوں
فدا ہے حیو میرا اُس مو مہاں پر

رد ہونے میں نہ دیکھا ہم نے کچھ روئے بھی
پہل بھی پایا جہاں میں تھکے رنج کو سہو کر

— — —

نہار

عبدالرسول نثار تحصیل بشو و سماپش ار اکدر آباد اسب ودر

سبھن مہجد نقی میر اُستاد —

حو ہے دعوت ، یوسف دیکھتا منظور آنکھوں سے
تو ابنا پھوت کر مت رو کہ حارے نور آنکھوں سے

تک دیکھہ نو چمن کا اب کہا ہے قہرنگ تھہہ بن
مہہ سے اُڑا ہے دُئل کے گلاس میں رنگ تھہہ دن

بہاں کل رکھے پتھرے ہے دستار پر تو اپنی
وہاں عاشقوں کے سو پر پڑتے ہیں سنگ بھہہ بن

اکدر ہیں دل دکار و ایکں نہ اس قدر
کتبے ہیں بیقرار و ایکں نہ اس قدر

میں رہا ہوں حس کے رسک سے گل میں کیا سحر
تکڑے حکر ہزار و ایکں نہ اس قدر

ہات سے ان حامد ریہوں کے مکمل حاروں کے ہم
یہ گریہاں دامن صحرای کو دکر لاریں کے ہم

یہ عزم کس مریض پہ یہ حسم کس پہ یوح
اک میں ہوں مصطرب سو تو نص دہدہ ہوں

قاصد نو مقاصد بہیں تہرب کا خط لکے
مستحق پر مساسی رنگ پر پردہ ہوں

کھا فردا کا وعدہ سرور قد نے بداس کا حو دن سہلے تھے کل ہے

ہوا حب آؤنے مہن خلوہ گرتے میں لیا دوسہ
جب آیا اپنے فادو میں آو پھر ملے دیکھنا کیا ہے

بھلا یہ کہ اُس پر کتنی سوے میں عیش کرے گیا میں گور پر گور
ہر گس کے تئیں میں ہر گز لاتا نہیں بطر میں
دیکھو میں میں نے آخر ہمارے بھاری آنکھوں

تو ہی نگاہ کی کثرت سے اے کہاں ادو
ہمارے سہیے میں دودا ہوا ہے قیروں کا

دیکھو دلیرو تو کمر کی طرف پھر گیا مانی اپنے گھر کی طرف
صبح کو ناتوں میں لگا معلوم نہیں کیا کہہ گیا
لے چلا حب دل کے تئیں ملے دیکھتا میں رہ گیا

چاہئے امداد کو محتاس میں بے دعوت رہ جائے
تو کہ وہ دلا رہ ہو پو نو دھتے ہیں سب حلیو

صباح دم حب حنا چمن میں تم نے رنہیں کھولیاں
لے چلی دیا صبا حوسبو کی پھر پھر چھولیاں

حاشہ رہیوں۔ سے درو صیادا ہیں اس دار کے
لے کئے دل گوہر نیچے داس اونچی چولیاں

کہوں سہلانا ہے رلف کو پیارے
دیکھہ تب کو کہیں گے سب مو رکھہ -

دشمن دین کا دین دشمن ہے
راہوں کا چراغ دھن ہے

سن ولی دھمے کو دنیا میں مقام عاشق
کو چٹے راعی ہے با گوشت تلہائی ہے
اک دل بھن آرزو سے حالی نہ جا ہے متعال اگر جلا ہے
گناہوں کے سپہ نامے سے کیا اس پریساں کو
حسے وہ راعی دنیاویو نہو دور قیامت میں
پہلے خدا ہے یہ دل کو کو ہر جاگہ
م تدر ا دوری مقتدر ہے
—*—

حرفِ اہم

ہدیٰ آیت

ہدایہ الہیہ ہدایہ بعلیہ نہ ہمدونی حواہ
مگر درد بے مثال مہدی نودہ و راہ نہ شہستان
سختن بادتہ -
شہید تیغ ادرو ہے اندر دام گیسو ہے
ہدایہ بھی تو کوئی دور ہے شہدا سکتا ہے
بھلا نکما تو مری حان کچھ ہدایت لے
تمہارے حور سے سکڑہ کبھی کیا ہوگا
مگر یہی سا کہ ہے اختیار ہو کے کبھو
کچھ اور دس نہ چلا ہوگا رو دیا ہوگا
—*—

حرف الواو

ولی

مطہر کمالات حق و حلی محمد ولی در دکن
 چہارۂ ہستی اور وختہ ار لغو سحر دولت معنی اندر وختہ
 کماں پر در سکن را دہ دیوے وکرت کسودہ و بارک
 اندیشہ اش بہدب معنی رسیدہ ہر چند اسعار آبدارش
 ریب صعدۂ لیل و بہار است و گوشوارۂ سواع سکن
 سرایاں در گاد لیکن بنا بر الترام دہ دکریر دہتے چلد
 دایحار و احتصار پر داحب -

نہ پو چہو عشق میں حوش و درویش دل کی ماضیت
 دہنگا اتر دریا دار ہے دو مال عاشق کا
 عرور حسن ے تھہ کو کیا ہے اسی قدر سرکش
 کہ خاطر میں نہ لاوے تو اگر تھہ گہر 'ولی' آوے

اے فہمچہ نہ کر تو دکر یہ دل
 تھہ ہے سجن کی بکتری کا

دل چہو ے کے یار کھوں کہ حاوے
 دحمی ہے شکار کیوں کہ حاوے

کہا ہم ہے اس کو گڑمی حشر ہد حسد سے
 بہت سواہ جس کے سر ادپر ہے سائہان

رو اگر دیکھتے اُس کو یہی تو کچھہ عیب نہیں

اُٹلے سے دھبی گُپا کیا دل حیدراں مہرا

نہ موٹا نہیں اگر صدقے نہ رہے۔ جانے کے کام آتا ۔

گُر سادہ دار کا ڈھپا گالیاں کیا بے کے کام آتا ۔

۔ بقاں حون کر کے مدرا سب اگے آپس مہن یہ کہئے

یہ کافر ہیونا رھدا تو بہ جانے کے کام آتا

اُڑا دی اں ہوا نے مشمت خاک سے کسناں ناحق ۔

عباد ان کا اگو رھتا دو پدیمانے نے کام آتا ۔

یہ کوہ طور سرمہ ہو گیا سارا ۔ ہی کیا کہئے

کوئی پتھر اگر دھتا تو۔ دیوانے کے کام آتا

لیا ہے اں یقین نے عشق کا آئس کدہ سب ہی ۔

کوئی شعلہ جو بج پڑتا تو پڑوالے کے کام آتا ۔

ہمیشہ کھینچتا ہوں اشک حون کو دار سرگاں پر

اگر رولے کو میرے دیکھتا مصور رو دستا

مجھے گر حق تعالیٰ کار فرمائے جہاں کرتا ۔

دعاں کو میں نور ان بے کسوں پر مہرباں کرتا

حدا دینما مجھے گر مہر ساسانی خدائی کی

تو میں اں بلہاوں کو۔ گلسوں کا داعیاں کوتا

اگر سر کر ہم میں اُس سُرخ کی خاطر نشان کرتا ۔

حدا حائے وفا سیدی کے حق میں کدا گھاں کرتا ۔

دہیں معلوم اب کے سال پدما پدہ کدا گزرا

ہمدی توجہ کرلے سیجی بے حائے پدہ کدا گزرا

حرف الیا

یقین

صاحبِ دلاش معنی رنگین انعامِ الہیہ جان پتہ
 تخاص پسو اطہر الدین جان بہادر سدا رک حلا
 فدیورہ حضرت سینج محمد الف ڈابی اسب و مدیدہ
 نواب حمید الدین جان مرحوم - سہبار دیپاس بص
 معنی دلاور پروار اسب و ہمارے اندیشہ اش در
 قلہ قاب سخن دہ پڑوشاسی ممتاز بے اعراق ریختہ
 گوئی را برطابق داند گراستہ و تحم معنی در رہر
 سخن کاشندہ و اسچہ در طمعس سر دہ ار و
 سہوع و حسن قبول در بہام ہمدوستان دو ادو
 السدہ جاری است - استنادہ سخن ار ادوات گا
 مہور! جان حالان مطہر گوندہ چنانچہ گوید -

دیوں ہمار اپنے پتہ سام و صبح لرم کو یقین
 حقیر اسناد یعنی شاہ مطہر کی ثلثا

بامواف احلاص خالص دارد و اکثر ہا ملاقاب می
 پڑ دارد -

ہے آوے داع سے در سیندہ سوراں میرا
 آب رنگ آگ سے دکوتا ہے گلستان میرا

عم کے ہادوں نہ رہا کچھ بھی رو کے قابل
 بسکہ سو نار سپا چاک گویاں میرا

وہ ہو جو سر سے میڑے درر طلل عاصمتِ عم کا
وہ پڑو دایع پڑ میڑے الہی سایہ مرہم کا

سکڑا حسن سے آنسو ہمارے سوکھہ جاتے ہیں
بقیہ سورج کے آگے کم ادر رہتا ہے سہم کا

تجھہ آنکھوں سے اُدر کر دل نہ کرتا سور کیا کرتا
یہ شیشہ طاق سے گر کر نہ ہوتا چور کیا کرتا

بہیں اُدر سکتی کسو اوسوں سے کالے کی لہر
کیوں کہ نعلے سر سے اُس راک پویشاں کی ہوا

وہ آب تیشہ درہاد حوں میں گر ملا سکتا
اس آب و رنگ سے کم بقس شہریں کو ندا سکتا

احل ے کوہکن کی خوب رکھہ لی سہم حسرو کی
وگر وہ اس نے سہگ درر کو یہ کم اُٹھا سکتا

یہ دل امسا خراب کوچہ و دارار کھوں ہونا
اگر ملتا نہ اتنا گلر جاں سے حوار کیوں ہوتا

تروی العا سے مرنا خوش نہوں آنا مجھے وردہ
یہ ایسا کار آساں اس قدر دسوار کیوں ہونا

کسو کا تو کبھی دکھا کرد دل تم کو لارم ہے
وگر وہ دارباؤں کا لقب دانداز کیوں ہونا

گرا میں آنکھہ سے تھری جہاں کے ہاب کیا آیا
مجھے پکتا رہیں پڑ آسماں کے ہاب کیا آیا

مرے ان آنسوؤں نے کھوٹا نور بصر میرا
یہ یوسف بیخ کر اس کا دل کے ہاب کیا آیا

دردھوں سر کو اپنے پیٹتا تھا دیر کے آگے
 خدا ہائے تری صورت سے بسا حائے پہ کیا گرا

دیا لوگوں سے ہو جا پر عصب ہے انہی ہشیاری
 وہ پوچھا یہ کہہ تو رہے کہ دیوالے پہ کیا گرا

ہوں رحم مرے کاری اس سیلے سے گدا ہوگا
 اب مرزا ہی بہتر ہے اس حیثے سے کیا ہوگا

کہتے ہیں کہ تسخیر میں آئیتمے کو آتی ہیں
 دل سے نہ ہوا یہ کام آئیتمے سے کیا ہوگا

ملا اس حسن کے سعلے کے آگے اب ہو حاتا
 تحفے گر دیکھدا روپا پتل سیما ہو حاتا

کمی کی حاکم قدر قابل نے اُس کی پیاس کے حق میں
 کئی رحم اور اگر لگتے ہو دل سیراب ہو حاتا

انر خونان فندق رہم کے گلبوں میں نہ دیکھا
 کہ جو کرتا تھا اشک، حوں سو وہاں عتاب ہو حاتا

اگر تھکو راجھا دیکھتی سب کچھ بے سر حائی
 تھانسا مالا کھانسی کا اُس کو جواب ہو حاتا

یقین سوز و گداز ایسے کو گر اظہار میں کرتا
 خدا ساہد کہ آتش کا بھی رہرا آب ہو حاتا

سر پر ساطن سے آستیاں بنار بہتر تھا
 ہمیں ظل ہما سے سایہ دیوار بہتر تھا

ہوں نے ہمد سے کچھ وصل میں دھڑکے دھت دیکھے
 ہمارے حق میں اس راحب سے وہ آزار بہتر تھا

جو کچھ کہیں گے نہ سکو بتائیں ہے سزا دہری
ہندہ جو نو نکلیں کا ہوا کیا جدا نہ نہا

کہوں میں کیوں کہ نہ صبح دھار نہ کو کد آج
چہن میں تو جو نہ نہا گل کے ملے پہ دور نہ نہا

حنیف، بھدہ سے الجھہ کر عیب ہوا واعط
کد میں تو مسب تھا اس کو دھری کیا شعور نہ تھا

ہوک دھے سرور کی ہوتی جو ہے حم اس سے بوجہ
عالم دیا سے آنا ہے چلا گو دا ادب

شب آتہا ہے نواضع کو نہیں نہ گرد نا
دیکھہ دیوالے کو کرتا ہے بتیں صبرا ادب

کیا گراہی ایک بیشے سے نہا دھان کی
کر دیا کس گھر دسے لے جائے سپرین حرا

صبر کیجئے کب تک ناصح کہ کر دیتا ہے عشق
جو صلی کا سپر عار ب جائے نہکھیں حرا

پافو کو اپنے یقیں کی چشم گریاں پر نہ رکھہ
میت کر اے گل آب جو میں داسن نہکھیں حرا

تو آنکھوں کی کھیمت کو بے حاند سے کیا قسمت
نگہہ کی گردشوں کو دار پیمادہ سے کہا نسبت

یہ وہ موتی ہیں جس کی سوچھاں آنکھیں ہیں عاشق کی
موتے آنسو کو مردارید کے دادہ سے کیا نسبت

یہ نہ حلی تراشے ہیں اسے بوجہا بعید اس کے
کہوں یہں صورتیں کوئی نہا سکتا ہے کیا قدر

مہ کہتے راز دل تو اپنی دسوائی دلا سہتی
ضمیمت کر کے محکو اس رباں کے ہات کیا آیا

دلبروں کے نفس یا میں ہے صرف کا سا اتر
حو مرا آنسو گرا اُس میں سو گھر ہو گیا

کیا بدن ہوگا کہ جس کے کھولنے حاسے کے بدن
برگ گل کی طرح ہر بدن معطر ہو گیا

آنکھ سے نکلے پہ آنسو کا جدا حافظ یقین
گھر سے باہر حو گیا اتر کا سو اتر ہو گیا

لگے گا ہات پتھر اس طرح کی سعی ناحق سے
پرلے دلبروں پر سر نہ چیر لے کوہکن اپنا

بتین اس کے در دنداں کی پائیں حو کیا چاہے
صدف کی طرح دھولے آب گوہر سے دہن اپنا

یہ قمریاں حو سرو کی عاشق ہوئیں مگر
د بیہا میں اور کوئی سکیلا جواں نہ تھا

اس قدر عرق لہو میں یہ دل راز نہ تھا
حب حنا کو نرے پھاڑوں سے سروکار نہ تھا

جس کا عشق رامتلا ستمی کچھ چل نہ سکا
ورنہ وہ پاک گھر قابل دارار نہ تھا

دل میں راہد کے حو حمت کی ہوا کی ہے ہوس
کوچہ یار میں کدا سایہ دیوار نہ تھا

اب حیوں سر سک حاک سے سکتا نہیں ہوں اُتھ
آگے میں دل کی آنکھ سے اٹلا گرا نہ تھا

دامن سے محکوم ام نے کیا سرسار حیف
 سو دار بہت چکا یہ گریہاں ہزار حیف
 عرق کرتا ہے اپنے حسن کے سعلے کی گوسی سے
 دوا ہے گل سے بھی نہ دایر حوشہد دو نازک
 دسک سے لاگی ہے پروانے کے حنہ سے تپتی کو آگ
 لگو اے فادوس ادسی دیوے پیرائیں کو آگ
 فصل گل آتی ہے بلبل آسماں کا کو علاج
 لگ اُتے گی اب کوئی دن دیکھ اس گلشن کو آگ
 چلے ہیں بہتر دہیروں سے اس سے حل مرے کی طرح
 کیا یہ پتولے ہیں پلاس اور لگ رہی ہے ن کو آگ
 قد نوا اور مسکد رکھتا ہے لٹک جیوں ساح گل
 دوا کے صد سے سے حاننا ہے لہک جیوں ساح گل
 ہار مہ پہنا کر اے پیارے کہ نازک وہ ترا
 بوجھ سے پھولوں کے حاتمہ ہے لٹک جیوں ساح گل
 مہ چکا ہوں تیس پہ حلی میں مستحہ دوا کے بے تہیں
 دے حنائی حاتمہ حاتمہ ہیں کھٹک جیوں ساح گل
 پتہ گئی دل میں تری شریف فرماے گی + دھوم
 دمع میں مچتی ہے دہسے وصل کے آنے کی + دھوم
 تیری آنکھوں میں نئے سے اس طرح مازا ہے حوش
 ڈالنے ہیں حسن طرح نہ مست میرے حاتمہ میں دھوم

۱ [ن] لٹک - ا میں -

+ باع میں مچتی ہے دل کی وصل آنے میں دھوم

نُصوَر کر کے ابدِا ہوں مرا میں اُس کی داناؤں کا
مرے اُس چمکے دھمکے کا ہے وہ سر میں سکنِ ناعنت

حی کو کب پہنچے دلتا ہے حب تک نہ ان رُخوں سے دل
کیونکہ ہو زنجیرِ بن اُسے دوانے کا علاج

جی نکل جانا ہے میرا حب کدھو آئی ہے یاد
وہ قسم کھا کر اسی سماعت مکر جانے کی طرح

دار سے مرگن کے حی دُور ہے میرا بے طرح
دیکھ مری آنکھوں پہ دلتے ہو کفِ پا بے طرح

وصل گل رمی آن پڑھتے دیکھتے کیا ہو نقبیں
اب کے دلتا ہے حلوں پر حی ہمارا بے طرح

رنگ سے مہمندی کے ہوجاتے ہیں آدسو لعلِ در
دیکھ کے ان پالوں پہ سر کوئی اتھاوے کس طرح

مرے نہ چاک گریباں سے ہے دُشو گسٹاج
نہ میرے رحم سے مرہم کی آرد گسٹاج

کون دیکھتے قامتِ رعنا پہ تیرے حرِ بیں
عیرِ شاعر کون دے اُس مصرعِ موزوں کی دان

دوچھتا ہے حوب کی عینیتِ بطارے کی بقیں
اُس نگاہِ مسمت سے لبتا ہے مے جانے کا حط

دشکِ پیرویِ دلربائی کا رہس کھاتی ہے سمع
دیکھتے تیرے حسن کے سعلے کو حلِ حانی ہے سمع

اُس ہوا میں رحم کر ساقی کہ بے حاشِ سُراب
دیکھ کر چھانی پھری آئی ہے نادان کی طرب

گوریاں پہاڑ تے ہیں دیکھہ جودان چمن کھوں کر
دیکھجے چاک باصبح اس ہوا میں پیدہن کھوں کر

درد ماندوں کے تو لیتا ہے عیش حوں کا دیاں
مر رہے ہیں آب ہی ان نازوانوں کو نہ چھوڑ

حوش نہیں آنا ہے تین مکھنوں میں صدرا ہنوز
ان عدااوں سے ہمارا ہی نہیں لگتا ہنوز

کے لبوں کے ہو نہ سا حط یار سب
ہوتا ہے کب سراپ کے آگے حمار سب

بعد مرنے کے بھی ہوں گور میں عذاک ہنوز
گرد پھرتے ہیں مری خاک کے اولاک ہنوز

پا سے ہم نے مقدر کی ہے اپنی حاتفس
نہ تک پھڑکیں دو ہو حائے تہہ و بالا قفس

بو نہ تھا حیف یقیں در فہ درا نا ہوتا
آج اس طرح کا دیکھا ہے پری زاد کہ بس

ع ہیں بار محض دیکھہ جھکھک کر بولا
ا دوی طرح سے مڑتا ہے بہ پیدار کہ بس

حس طرح سے تھوڑتے ہیں اوک خاطر ہاے ساد
اس طرح رہتا ہے معکو حان معروں کا تلاش

ے ستم سے مرا ہی بہ کچھہ دفع کتا نہیں
ئیں سے قتل کی کرتا ہے حان معروں رقص

وصل حاسی ہے یقیں ارر نا ہاں سے ایک نار
کوئی کرتا نہیں ہمارے باج حائے کی عرض

قائم رہتا ہے دیکھو اس کے شرمناک ہے سرو
دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو

کیا سجدہ یقین ہے دیکھو اُس سجدہ اور کو
دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو

اسی طرح ان قسم کی دیکھو دیکھو دیکھو
دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو

دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو
دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو

کوئی دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو
دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو

دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو
دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو

دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو
دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو

دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو
دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو

دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو
دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو

دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو
دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو دیکھو

مست خدا کے واسطے داعیوں سے احتیاط
کمر ہے حق میں مسلمان کے دنیا سے احتیاط

کچھ بے نیوی ہم گئے رہ گیا ہر دنوں کا عشق
اس درد کی خدا کے بھی گھر میں خدا نہیں

دلایے عشق سے کچھ چھوٹنے کی راہ نہیں
بغیر سے کدہ دارو کہیں پلانا نہیں

ویدی اس سلسلہ عشق کے اب کم نہیں یقین
دل آرا دھت خان گرفتار کہاں

وہ کوں دل ہے جہاں حلوہ گر وہ دور نہیں
اس آفتاب کا کس ذرے میں طہور نہیں

کوئی ستاب خبر لو کہ نے دھک ہے ہمار
چمن کے دھج دواؤں کا اب کے دور نہیں

محتو اب سیر و نماشا سے سنا سنائی نہیں
تھوہ بن اے دور نصر کچھ مستحکم میں بیہوشی نہیں

من نقہ کے ناع میں جا کر ہمتاں کہتے ہیں سب
سیر گل میں حی نہیں لگنا وہ سودائی نہیں

گلی بھی بی گئے ہیں سارے بھی کھائیاں ہیں
کیا کیا تری حنائیں ہم نے اٹھائیاں ہیں

مکروہ حفا سے یاد کی کرتا وفا نہیں
دندوں کو اعتراض خدا پر روا نہیں

جو رو حفا کا اُن سے تعصب نہ کر یقین
یہ سنگدل بننا ہیں نہ آخر خدا نہیں

دلایے عشق سے کچھ چھوٹنے کی راہ نہیں
بغیر سے کدوا یارو کہیں پلاہ نہیں

مہوں پُر حیر کرتے شہیں یقین یہ چور
ہم نہیں دالہ ان بے احکاموں کا گدا

مہب وہیں لپے ودا کو سہر حوناں میں یقین
کس قدر بے قدر ہے رہ حلس داپادی کے ساتھ

ار آئی شہیں کیا حکم ہے اے باعیاں سچ کہہ
میں میں رہے پاوے گا ہمارا آسپان سچ کہہ

کچھ عمر میں نہیں باقی سافى تو شتاب آحا
در ما ہوں چہلک حاوے لہریر سے پھولانہ

خی کے نہی کار حایے کی عدالت دیکھ لی
لہوس دیویں مری ہم اے محبت واہ واہ

حب ہوا معسوں عاشق دار دانی کیا کرے
دادگی حق بے دوکی وہ حدائی کیا کرے

خی میں ملنے نہیں راحت مگر حیوں کو ہنک
ن سیریں دیکھے نہ حواب سہریں دیکھے

کدا دل ہے اگر جلوہ گہہ یاد نہو وے
ہے طور سے کیا کام جو لیدار نہو وے

پارے گای نیری تو داندل گلستاں دیولے
انقس قدام دیکھے تو اپدا آسیا دیولے

چھاتے ہم زندگی کی ویل سے اور داد کو پھمچے
وصف ہے ، ہمارا حزن نہا حلال کو پھمچے

’زوں میں کہوں کہ فہم زلف سے چھوٹنے کی قدیمیں
 دی ہیں میری ہر انکسبت میں حلیوں شاہہ رنہوڑیں

حب دیکھتا ہوں نگہاں لہکو سبھ چس میں
 کس کس طرح کی دانہں آنی ہمیں میرے م میں
 تہہ کیا کہتے ہیں دیوانہ یمن عالم سے ہاے
 ن ے کیا آناک کو رکھا تھا ریراے کے قہن

ہاے میرا ہاتھ مہ پکڑو کہ حب کی طرح
 چاک ہی کرنا ہے اس میرے گریماں کے تہیں
 دنا ہے کوئی بارو اس وقت میں دیکھیں
 رتا ہے پد دیوانہ اب کھول دو دیکھیں

عمر آخر ہے حدوں کی دو دہاراں پھر کہاں
 ہاٹ مہ پکڑو سرا دارو گریماں پھر کہاں
 ار کے قدیم سے سرو سے شمشہ یمن
 ر کشی میں او مسلم ہے یہ طیار نہیں

یقین مارا گیا حرم محکم پڑ رہے طالع
 سہادت اس کو کہتے ہیں سعادت اس کو کہتے ہیں

یا درہاں لے دو کتہہ محکم اس کو کہتے ہیں
 ساحی باب کے کہتے ہیں ہم اس کو کہتے ہیں
 یقین سے حامی دہے کی حد کہا پوچھکر لوگے
 پڑا ہو گا دوا دا سوحدہ ساکھ کلہن میں

ہ سینہ عشق سے مکرور دارو داع دہیں
 رار سکر کہ یہ ملک ے چراغ دہیں

دعا مستعوں کی، کہتے ہوں 'بے تہوں' تائیدِ رقتی ہے
الہی سببہ حدیثا ہے جہاں مدنی تاک ہو حاوے

اس طرح روئے میں آنکھوں کا جدا حافظ یقین
دیکھتے یہ حاکماں اس روئے توئے یا رے

یہ کون تہہ ہے سخنِ خاک میں ملے کی
کسو کا دل کبھی پاؤں تلے ملا ہو ہے

اگر برداں حاوے خاک میروی کیا ٹعصب ہے
ملک حب چرخِ مہں آتا ہے تیرے دورِ داماں سے

بہیں ہے حام سے بن کچھ ہمارا حقوں بہا ساقی
اس آبِ زندگی سے اسے ماروں کو حلا سادی

حو سر پاؤں پہ رکھ دیکھ تو خوش ہوویں بتاں ہم سے
و لیکن ہاے ہو سکئی ہے یہ حرأ کہاں ہم سے

'بے تہوں' رنجیر میں ہے تب نو عالم مہں بہیں چہلین
تک اک چہوتے یہ دیوانہ اسی دھومیں مچا دیوے

دہ دے برداں حار آشیایاں کو عقد لیمیاں کے
صبا یہ بھی ہوا حوا ہوں مہں ہے آخر گلستان کے

مرے آسو دہی مارے ضعف کے اب چل بہیں سکتے
کیا ہے عسقی محکو ہاے ایسا ناٹواں نوے

نظر آنا بہیں ثابت گزریاں ایک ہانچہ کا
چمن پر یہ ستم کرنا ہے اے باد صبا کوئی

سب ہمدرداں کی وحشت کو دو اے لے درد کیا حائے
حو دن پڑتے ہیں راتوں کو مجھے تیری دلا حائے

بہار آئی دعاؤں عند لیل و سار عسربے
گتیں حسرت کی دے راہیں گئے دے دن مصیبت کے

پریشاں حاک سے اگدا ہے سبیل اس سے طاہر ہے
کھلے ہیں موے لیلیٰ اب دلک ماتم میں محلوں کے

دعا کی پادشاہی کے ساتھ سالار عاشق ہیں
دعا کے کوہکن لے لے ستوں میں بقس شیریں کے

نہ دیکھتے دیکھو اُس کو گرم رکھیو آہ و نالے سے
یہ دل ہے مشابہا کستری کا نیچری احکراے قمری

یہ ہیں کے واقعے کی سن حذر وہ دن گماں بولا
یہ دیوانہ کچھ ایسا تو نہ دھا دیہار کیا کہے

عجب پالی تھی سدیے دیچ آہ بے اندر ہم لے
یہ کیوں اسی حاک میں دویا نہا نکل بے نعر ہم لے

نہ پوچھو نہ کہہ نہ سر زمین محلوں کا مدد ہے
چلی آئی ہیں سور داوس اس دیا داں سے

یار کب دل کی حراحت نہ بطور کرتا ہے
کون اس کوچے میں حذر دیر کر کرتا ہے

درختوں سے نہ لے نہ لے اُس دن کو یہیں ہر کر
وہ اتھکھیلی سے چلے کی طرح شمشاد کیا حالے

اگر رخصت میرے پاس میں ڈالی تو کیا ہو گا
بہار آنے دو میرا ہانڈہ ہے اور یہ گریباں ہے

گئی یہ کہہ کر آنے سے حراں کے پیشتر بلبل
بہار ان آنکھوں سے کھوں کر دیکھ سکے گا چمن حالی

دل دوس کے دلوں لگتی ہے کب ظلمت نطارے کی
صدا میں آئے گی کب دمل آفا ہے صورت سے

منبت کب آزاد کوئی ہے گرفتاری مجھ
دی ہی آخر لے کے چھوڑے گی یہ بیپھاری مجھ

اں پڑی راکِ حواہوں نے کہا پھر مجھ
کر دیا صعب سے حیدوں سایہ رمیں گہر مجھ

ناصر اس کی سوزن سرگاہ سے کھینچوں کیوں کہ عات
رحم کو تانکے نہ دے اپنے تو گھاٹل کیا کرے

محبت کے مڑوں کو کب ہر اک پیر و حواں سمجھ
حر ابراہیم ہو آتش کدے کو گلستاں سمجھ

کرتے ہیں اسے بال دکھا مدتلا مجھ
اس پیچ سے بے باں کے نالے جدا مجھ

احل نہ چھوڑے گی آخر یقین کو نرم ہے
کہ اپنے سر کو تیرے پاؤں پر نثار کرے

یقین حاتا رہا گر ہمدلوں کے ساتھ حالے دے
کوئی اس نے سروں دل کو اسے پاس کیا رکھے

حیا و سرم سے کیونکر کوئی حذر نہ کرے
ادب سے تنہا یہ کوئی کب تلک نظر نہ کرے

حق مجھے باطل آسنا نہ کرے میں بتوں سے پھروں جدا نہ کرے

ترا حر شیعہ سا منہ دیکھ کر پھواؤں کی خاں لڑے
ترا قد چھو کے باؤ آوے تو سرد گلستاں لڑے

گریباں چاک کرے سے کسو کے تھکوا کیا راضی
ہمارا ہاں ہاں اور ہمارا پیڑا ہاں

اگر دیتے ہو دل کی داغ دھنڈا اس کا دی چا ہ
تو کرے دو اسے وریاد دھنڈا اس کا جی چا ہ

بھین کوئی کہ احدا اس کے ہم تک با دعا لاوے
کیا ہے دل اب اس کو دیکھئے کب تک احدا لاوے

'بھین' بے حادھی میں کرناہوں بے صبری کہ کرتا ہوں
محبوب دیکھ اگ حادھے کہوں دنگ شکریہائی

دھار آئی ہے کدسا چاک حبیب پیڑاں کرے
حوا اب ہم حیتو ہوتے دو کہا دیوانہ پس کرتے

مقابلے میں وفا کے حو یہ حادھا ہو وے
کدھو کسو سے کوئی کیوں کر آسنا ہو وے

مرا حاتا ہوں مت اتنا دھی کس کر گوندہ دالوں کو
تک اک تھیلی تو کر دے حان دھنڈا اس دالے کی

رندھیر میں دالوں کے پھنس حانے کو کیا کہیے
کیا کام کیا دل بے دیوانے کو کیا کہیے

دکھ تو دیتا ہے کروں تھکوا دھی حیدراں دو سہی
داعداں اب کے احارے لوں گلستان دو سہی

اپے بندوں کو دلا کر داع کرتے ہیں بھین
ان بھین کپی صد سے ہواڑاں مسلمان تو سہی

مورے ہم فصل گل آلے سے پہلے ہی حدا حانے
کہ کہا کیا شوحیاں ہم سادھ یہ طالم ہوا کرتی

اِتا ہے مست اپنے حسن کی مے سے سخن میرا

کہ کہاتا ہے بیاں کرنے سستی لغزش سخن میرا

بہ کر گوہر سستی ہر گر برادر اگر معلوم ہے رتہ سخن کا

مست بہت ہو چھ پیارے اپنا دامن

کوئی دامن دوی ہو ہے اپنی جاں کا

مرا دامن ہوا 'یک رنگ' وہ سوچ

کیا کیوں عشق میں نے آسکارا

کم نہیں کچھ ہوے گل سیتی فغان عداوت

برگ گل سے ہیگی نازک تر زبان عداوت

ربان سکوا ہے مہندی کا ہر پات کد حوروں نے اُتار ہیں محض ہاب

مستوحسن کے شاہ و گدا ہیں رکھے ہیں حوروں طاہر کرامات

جہاں چشم و اندر کے تیرا کوئی مست نہ ہو کوئی حرکات

سج کہے ہو کوئی سو مارا جاے راستہ ہیگی دار کی صورت

نہا بر مصیبت ہے نہ جو تم سے رہا ہے روئے دن دو چار 'یک رنگ'

تا گئے تیرے لگوں اے پار میں روئے دن ہوں اس سوہ ہر دار میں

کیوں کہتے ہو توجہ صدم ہم میں نام نہیں

پڑھیں نگہ نہاری یہ گنتی سے کم نہیں

کہے ہیں ہم پکار سہو کن دھر سخن

گر عید سے ملو گے دو دیکھو گے ہم نہیں

تھکے رلف کا یہ دل ہے گرفتار دال دال

'یک رنگ' کے سخن میں حلال ایک ہو نہیں

وہ بلند کیوں ہے ہووے خار و حس سے محتلط حس کا
نسیم و گل سے مارے مارکپی کے آشیاں لرزے

— * —

یک رنگ

معنی یاب نے درنگ مہطقی حاس 'یک رنگ'
دا آبرو یک طرح دودہ و دلاش معنی تارہ نمودہ رندہ
سائنس بلند است و پایۂ شعریں ارحمد —

یک رنگ پاس اور سخن کچھ نہیں بساط
رکھتا ہے دو بس دو کہو سو نظر کرے
اب سیریں سے بے دباؤں کو بولدا نسیج کام ہے نور
ہادیہ اتھا حور اور دعا سے نور یہی گویا سلام ہے تیرا
رحمی درنگ گل ہمیں سمیٹاں کر دلا
گلزار کے بسط ہے دیا دان کر دلا

کھا لے چلا ہے رحم ستم ظالموں کے ہاتھ
د ہو ہات زدن کی سدی مہمان کر بلا
سمیٹا نہیں ہے ناب کسی کی بو اے سخن
بچکو قرا دور نہ جانوں کرے گا کہا
خون دل کا مجھے سراپ ہوا حور سو حتمہ کباب ہوا

دل پر سرے ہیں شاعِ دہے ہند کے کئی
گدھے میں جن کے عمر مری سب گزر گئی

—*)—

الحمد للموفق المصمم الامور کہ اس قابلہف روح افرا رہا
انعام گرفت و رینم احکام پدیدرفت و حالاب شریف و مہالاب
لطیف رہکتہ گویاں حسن انعام و حلیمہ انعام ہوا
لیکن بر خاص و عام ار درہ تا دورشد روس اس کہ
احصای افراد این نوع و احاطہ اشخاص این (۹) دون طلب
دشمنی است و آسانی شعراء نامی کہ محیطہ تحریر
و دورہ بسطیر آمدہ نکست استقرام علم حوک دوک و إلا
حصر آن را تتبع و بعض چوں ملے متکمل ہی
تواند شد -

ختم اللہ بالحسنی فی حامس مکرم الکرام الہیتم
فی ہمام ستہ و ستین و مائہ بعد الالف من الہجرۃ
الہبار کتہ الذیوتہ حامداً للہ و حکۃ حق جودہ و
مصلیاً علی رسولہ و آلہ و اصحابہ من بعدہ حررہ
عبدالمعتاق الی رحمتہ رحمۃ الغنی و تاج المدعو بعلی
الحسینی المکر کاہری سعی عمدہ -

دل مرا لے کے دو دندا میں پڑے ہو اس نہایت
کیا سچن اس کا کوئی جگ میں دریدار نہیں
پارسائی اور حواسی کیوں کہ ہو اکھاگہ آگ و پانی کدوں کہ ہو

اس پڑی پھکر کو صبا انسان دودھہ
شک میں کیوں پڑا ہے اے دل حان دودھہ

برک حلا اُپر لکھو احوال دل مرا
شاید کبھو تو حا لگے اس دل ونا کے ہات

گو خبر لیبتی ہے تو لے صیاد ہات سے یہ سحر دانا ہے

اگے ہے حا کے کانوں میں دتتاں کے
سچن ' پکر رگا ' کا گویا گھر ہے

کما حاقبے وصال تورا ہو کیسے فصیب
ہم تو تیرے دریاں میں اے یار مرگئے

وہ تو سلیسے کے اب قابل رہا ہے وہ مٹھکو وہ دساع و دل رہا ہے

اب تو نہہیں رہا ہے ہی ہم سے سچن بٹے
ہم سب طرف سے ہار ذمہ ہارے گلے پڑے

— —

یکسارو

عبدالوہاب یکسارو ساگرد آندو است و فکرس برحستہ

است و سحرش سستہ —

Tadzkirah-i-Rekhta Guyan

A Biographical Anthology

of

Rekhta Poets

by

Syed Fath Ali Husaini Gudezi

Edited by

MOULVI ABDUL HAQ, B.A., (ALIG.)

—) ۛ (—

PRINTED AT THE "ANJUMAN URDU PRESS"

AURANGABAD, (DECCAN)

1933